جلد ۳ — دسمبر ۱۹۶۲ء — شمارہ ۱۲

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ چھ روپے — فی پرچہ ۶۰ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنا **انصار اللہ** ربوہ

انصار اللہ

دسمبر ۱۹۶۲ء

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ :- چھ روپے ۔ فی پرچہ :- ساٹھ پیسے

فہرست مضامین

طابع و ناشر محمد ابراہیم ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ "انصار اللہ" دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شمارہ ۱۲	ماہنامہ انصار اللہ ربوہ	جلد ۳

(۱۵ / دسمبر ۱۹۶۲ء سنہ ۶)

"دعاء الرسول" اور اُس کی بے انداز اہمیت

مسیحِ پاک کی آواز پر لبّیک کہنے کا ایک خاص اور مبارک موقع!

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں خدائی جماعتوں کی کامیابی کو بعض مخصوص اوصاف اور مخصوص اعمال کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک اہم اور بنیادی وصف یہ ہے کہ اُن کے اندر امامِ وقت اور مرکز کے ساتھ محبّت و عقیدت اور دلچسپی و وابستگی کا جذبہ اِس اَوجِ کمال پر ہونا چاہیئے کہ جس کی دنیا میں اور کوئی مثال موجود نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اِس جذبہ کے عملی اظہار کے طور پر خدائی جماعت کے افراد کے لئے یہ لازمی قرار دیا ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ کے مامور کی طرف سے انہیں مرکز میں جمع ہونے کے لئے بلایا جائے تو وہ جہاں کہیں ہوں اور جس حال میں ہوں اُن کا یہ فرض ہے کہ وہ سب کام کاج اور کاروبار چھوڑ کر دیوانہ وار لبیک کہتے ہوئے فوراً اُس کے پاس پہنچ جائیں۔ مرکز کی طرف سے بلند ہونیوالی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وہاں نہ پہنچنے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں انتہائی مضرت رساں اور نقصان دہ قرار دیا ہے اور انہیں خبردار فرمایا ہے کہ وہ اسے معمولی فروگذاشت نہ سمجھیں بلکہ یاد رکھیں کہ ان کی یہ لاپرواہی اُن کے اپنے لئے نہایت خطرناک نتائج پر منتج ہو سکتی ہے۔ اِس کے نتیجہ میں بالآخر ایک وقت ایسا بھی آسکتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی آفت میں مبتلا ہو جائیں یا اس حالت کو پہنچ جائیں کہ عذاب الٰہی کے مستحق ٹھہریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ ۔۔۔ اے مومنو! یہ نہ سمجھو کہ رسول کا تمہیں آواز دے کر

بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(النور آیت ۶۴)

بلانا ایسا ہی ہے جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو پہلو بچا کر چلے جاتے ہیں پس جو رسول کے حکم کے خلاف عمل کرتے ہیں انہیں چاہیئے کہ اس بات سے ڈریں کہ وہ کسی آفت میں مبتلا نہ ہو جائیں یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔

قرآن مجید کی اس آیت میں مامور من اللہ پر ایمان لانیوالوں کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے کہ جب بھی خدا کا مامور انہیں بلائے تو پھر انہیں لبیک کہنے اور فوراً آموجود ہونے میں ذرہ بھر تامل نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ایسے موقع پر ذرا سا تساہل بھی انسان کے لئے عنداللہ قابلِ مواخذہ قرار پا سکتا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ خسران مبین میں مبتلا ہو سکتے ہیں ان کا فرض ہے کہ جونہی ان کے کانوں میں آواز پہنچے وہ بلا توقف فوراً آحاضر ہوں۔

تاریخ شاہد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جو قرآنِ مجید کی مذکورہ بالا آیت کے اوّل مخاطب تھے اِس حقیقت کو خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ خدا کے رسولؐ کا انہیں بلانا کیا معنی رکھتا ہے اور ان کی طرف سے اس کا فطری طور پر کیا ردِّ عمل ظاہر ہونا چاہیئے۔ جب بھی آپؐ اپنے صحابہؓ کو بلاتے تھے وہ دیوانہ وار لبیک کہتے ہوئے پروانوں کی طرح آپؐ کے گرد آجمع ہوتے تھے۔ بڑی سے بڑی مصروفیت بھی ان کی راہ میں روک ثابت نہ ہوتی تھی اور نہ ہو سکتی تھی۔ آپؐ نے بارہا اپنے اصحابؓ کو بلایا اور ہر بار ہی وہ آئے اور دیوانہ وار آئے اور اس حال میں آئے کہ کوئی چیز بھی تو انہیں خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہونے سے روک نہ سکی۔ علی الخصوص ایک موقع تو صحابہؓ کی زندگیوں میں ایسا آیا کہ جس میں انہوں نے مذکورہ بالا قرآنی ارشاد کے تحت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہنے میں وابستگی اور فدائیت کا ایسا شاندار مظاہرہ کیا کہ دنیا کی تاریخ جس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ہم تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اوّل کے حوالہ سے اُس خاص موقع کی کچھ تفصیل یہاں درج کرتے ہیں۔

جنگِ حنین میں جب بنو ثقیف کے حملہ کی تاب نہ لا کر بعض کمزور طبع نومسلم میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تو اسلامی لشکر میں افراتفری پڑ گئی۔ اور ایک وقت ایسا آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد صرف بارہ صحابیؓ رہ گئے صورتِ حال کی نزاکت کا یہ عالم تھا کہ کفار کا لشکر دائیں بائیں پہاڑیوں پر چڑھا ہوا آپ پر تیر برسا رہا تھا۔ اُس وقت آپؐ کسی حال میں بھی پیچھے ہٹنا نہیں چاہتے تھے۔ اُدھر حالت یہ تھی کہ اسلامی لشکر میں بھاگڑ مچی ہوئی تھی۔ اس کے باوجود آپؐ نے آگے بڑھ کر کفار کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب آپؐ آگے بڑھنے لگے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

آپؐ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری جان آپؐ پر فدا ہو، یہ آگے بڑھنے کا وقت نہیں۔ ذرا لشکرِ اسلام جمع ہو لے تو پھر ہم آگے بڑھیں گے۔ آپؐ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ میری سواری کی باگ چھوڑ دو۔ اسی حال میں آپ ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھے اور یہ کہتے جاتے تھے

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ   اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

آپ کے چچا حضرت عباسؓ کی آواز بہت بلند تھی۔ آپؐ نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا عباسؓ آگے آؤ اور بلند آواز سے پکارو کہ "اے سورۂ بقرہ کے صحابیو! (یعنی جنہوں نے سورۂ بقرہ یاد کی ہوئی ہے) اے حدیبیہ کے دن درخت کے نیچے بیعت کرنیوالو! خدا کا رسولؐ تم کو بلاتا ہے"۔ ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ مکہّ کے نومسلموں کی وجہ سے جب اسلامی لشکر کا اگلا حصہ پیچھے کی طرف بھاگا تو ہماری سواریاں بھی دوڑ پڑیں اور جتنا ہم روکتے تھے اتنا ہی وہ پیچھے کی طرف بھاگتی تھیں یہاں تک کہ عباسؓ کی آواز میدان میں گونجنے لگی کہ "اے سورۂ بقرہ کے صحابیو! اے حدیبیہ کے دن درخت کے نیچے بیعت کرنیوالو! خدا کا رسولؐ تمہیں بلاتا ہے"۔ یہ آواز جب میرے کان میں پڑی تو مجھے یوں معلوم ہوا کہ میں زندہ نہیں بلکہ مُردہ ہوں اور اسرافیل کا صُور فضا میں گونج رہا ہے۔ مَیں نے اپنے اونٹ کی لگام زور سے کھینچی یہاں تک کہ اُس کا سر پیٹھ سے لگ گیا۔ لیکن وہ اتنا بِدکا ہوا تھا کہ جونہی مَیں نے لگام ڈھیلی کی وہ پھر پیچھے کی طرف دوڑا۔ اِس پر مَیں نے اور میرے بہت سے ساتھیوں نے تلواریں نکال لیں اور کئی تو اونٹوں پر سے کود گئے اور کئی نے اونٹوں کی گردنیں کاٹ دیں اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑنا شروع کر دیا اور چند لمحوں میں ہی دس ہزار صحابہؓ کا لشکر جو بے اختیار بھاگا جا رہا تھا آپؐ کے گرد جمع ہو گیا اور تھوڑی دیر میں اُس نے پہاڑیوں پر چڑھ کر دشمن کا نَہس نَہس کر دیا اور یہ خطرناک شکست ایک عظیم الشان فتح کی صورت میں بدل گئی۔

وہ کیا چیز تھی جس نے صحابہؓ کو اِس حال میں کہ اُن کی سواریاں بے قابو ہو کر پیچھے کی طرف بھاگی جا رہی تھیں انہیں اس قابل بنا دیا کہ وہ اپنی سواریوں کی گردنیں کاٹ کر دیوانہ وار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد پھر جمع ہو گئے۔ وہ حضرت عباسؓ کی یہی آواز تھی کہ اے مسلمانو! خدا کا رسولؐ تم کو بلاتا ہے۔ اِس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ وہ بیتاب ہو گئے۔ انہوں نے ایک لمحہ توقف کئے بغیر اپنی سواریوں کی جو کسی طرح قابو میں نہ آتی تھیں گردنیں اڑا دیں اور تیروں کی بوچھاڑ میں سے ہو کر دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا پہنچے۔ یہ وارفتگی اور یہ دیوانگی اُن پر اس لئے طاری ہوئی کہ وہ قرآن مجید کے اِس ارشاد کی اہمیّت کو اچھی طرح جانتے اور اس پر دل سے ایمان رکھتے تھے کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔

الغرض کسی مامور من اللہ کا اپنے متبعین کو آواز دیکر پکارنا اور انہیں آ جمع ہونے کے لئے بلانا انتہائی اہمیّت کا حامل ہوتا ہے اور متبعین کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ بہرحال لبیک کہتے ہوئے دیوانہ وار اس کے پاس پہنچ جائیں۔ اللہ تعالےٰ

نے اِس پر اتنا زور دیا ہے کہ اُن کی کامیابی کا دارومدار دلی وابستگی اور اطاعت و فرمانبرداری کی اِس روح پر ہی ٹھہرایا ہے اور اِس سے انحراف کو جُرم قرار دیتے ہوئے انہیں اِس کے انتہائی خطرناک نتائج و عواقب سے خبردار کیا ہے۔ ماموِرمن اللہ کا اپنے متبعین کو پکارنا اور انہیں جمع ہونے کے لئے بلانا ایک ایسا امر ہے کہ جس کی اہمیت کو نہ سمجھنا اور لبیک کہنے میں تساہل اور غفلت سے کام لینا انسان کی بدبختی اور سعادتِ عظمیٰ سے محرومی پر دلالت کرتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو خدائے ذوالعرش اِس کے نتیجہ میں مصائب و آفات اور عذابِ الیم کے امکان کا کبھی ذکر نہ فرماتا۔

آج سے ۷۱ سال قبل اِس آخری زمانہ میں بھی ایک مامور من اللہ نے جو موعودِ اقوامِ عالم کی حیثیت سے دنیا میں مبعوث ہوا تھا اپنے متبعین کو جمع ہونے کے لئے پکارا اور ان کے لئے لازمی قرار دیا کہ وہ آئندہ زندگی میں سال کے سال مخصوص تاریخوں میں اِس آواز پر لبیک کہتے ہوئے جمع ہو جایا کریں۔ جذب و اثر میں ڈوبے ہوئے یہ ہیں وہ الفاظ جن میں اُس موعودِ اقوامِ عالم نے انہیں پکارا اور جمع ہونے کی تلقین فرمائی:-

"قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے مقرر کئے جائیں جن میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخِ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ر دسمبر سے ۲۹ر دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو ۳۰ر دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ر دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سُننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اِس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔۔ ۔۔۔۔ اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اِس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسّر آجاوے گا۔" (آسمانی فیصلہ صفحہ ۱ تا ۷)

نیز جب اِس کے قریباً ایک سال بعد پھر یہی مبارک موقع قریب آیا تو پھر اُس موعودِ اقوامِ عالم نے اپنے متّبعین کو پکارا اور فرمایا:-

"ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں

کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔ اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اِس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاءِ کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اِس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔۔۔۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اِس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہمّ و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو اے خدا، اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت و طاقت تجھی کو ہے آمین ثم آمین"۔ (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

موعودِ اقوامِ عالم مامور من اللہ فی حلل الانبیاء کی طرف سے اِس ندا کا بلند ہونا تھا کہ اُس پر ایمان لانیوالے فدا کار اس کی طرف کھنچے چلے آئے، اور اِس عزم کے ساتھ کھنچے چلے آئے کہ وہ انہی ایام میں سال بہ سال آنے کی سعادت حاصل کرتے چلے جائیں گے، اور اِس ایمان و یقین کیساتھ کھنچے چلے آئے کہ يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ کے خدائی فرمان کے بموجب آنیوالوں کی موعودہ کثرت سے راستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ وہ آئے اور آتے ہی چلے گئے یہاں تک کہ فی الواقعہ اُن کے چلنے سے راستے گہرے ہو ہو گئے۔ دنیا نے دیکھا کہ اس مامور من اللہ کی آواز محض ایک انسانی آواز نہ تھی بلکہ بجلی کا ایک کڑکا تھا جس نے قلوبِ انسانی کی اقلیم کے در و دیوار ہلا کر رکھ دئے اور وہ دیوانہ وار لبیک کہتے ہوئے اُس کی طرف دوڑ پڑے اور آج تک سال کے سال اُس کی اِس آواز پر یہی دوڑے چلے آتے ہیں اور آتے بھی ہیں ہر سال پہلے سے بڑھ کر تعداد میں۔

اے مسیحِ محمدی پر ایمان لانیوالو! وہی مبارک ایام جن میں تاحیات سال بہ سال جمع ہو کر خدا کا نام بلند کرنے کی اُس نے تمہیں تاکید کی ہوئی ہے اب پھر قریب آرہے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ وہی مبارک ایام اب پھر آگئے ہیں سو بیدار ہو جاؤ اور اپنے قلوب و اذہان کے دروازے کھول کر گوشِ ہوش سے سُنو کہ خدا کا مسیح تمہیں بلا رہا ہے۔ وہ آواز دے رہا ہے کہ "ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں"۔ کان دھرو اور پوری توجہ سے سُنو وہ کہہ رہا ہے اور بہ تاکید کہہ رہا ہے کہ "اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کرو کیونکہ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اُس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی"۔ اگر کان رکھتے ہو

تو سنو، وہ تمہیں بلا ہی نہیں رہا بلکہ خبردار کر رہا ہے کہ "اِس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کرو، یہ وہ امر ہے کہ جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے، اِس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اِس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اِس میں آملیں گی، یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں"۔ آؤ اِس اِلٰہی جلسہ میں شمولیت کی برکت سے اُن قوموں میں شامل ہو جاؤ جو خدا نے اِس کے لئے تیار کی ہیں۔ اگر خدا کے مسیح کی آواز کو تم نے سُن لیا ہے اور یقیناً سُن لیا ہے تو یاد رکھو کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا اور یہ امر بھی کبھی فراموش نہ کرو کہ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا۔ دوڑو، اور بے اختیار لبیک، لبیک! کا نعرہ بلند کرتے ہوئے دوڑے چلے آؤ اور اُن دعاؤں کے وارث ہو جو خدا کا مسیح اِس راہ میں تمہارے قدم اٹھانے سے پہلے ہی تمہارے لئے کر گیا ہے۔ آسمان پر خدا کی قبولیت انتظار کر رہی ہے کہ تم آؤ اور تمہارے حق میں یہ سب دعائیں اُسی طرح پوری ہوں جس طرح تم سے پہلے سال بہ سال آنیوالوں کے حق میں پوری ہوئیں اور انہیں فائز المرام کرنے کا موجب بنیں۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی یہ آواز، یہ ندا، اور یہ پکار ہم نے محض حصولِ ثواب کی خاطر یاد دہانی کے رنگ میں قارئین تک پہنچائی ہے ورنہ ہم جانتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ آج مسیح پاک علیہ السلام کی اِس آواز کا ہر متوالا اپنی جگہ تیار بیٹھا ہے کہ جلسہ سالانہ کی مقررہ تاریخیں آئیں اور وہ دیوانہ وار لبیک کہتا ہوا اپنے مرکز کی طرف دوڑ پڑے۔ آج جہاں جہاں بھی مسیح پاک علیہ السلام کے نام لیوا اور متوالے جلسہ سالانہ کے مبارک ایام کے منتظر ہیں گھر گھر یہی چرچے ہو رہے ہیں کہ ہم مسیح پاک علیہ السلام کی مبارک آواز پر لبیک کہنے کی سعادت سے ضرور بہرہ مند ہوں گے۔ گھر گھر اِس اِلٰہی جلسہ میں شمولیت کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ گھر گھر اِس کی آمد آمد پر خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ ابھی چند دن کی بات ہے کہ کیا مرد اور کیا عورتیں، کیا بوڑھے اور کیا بچے سبھی قافلہ در قافلہ اپنے مرکز کی طرف روانہ ہوں گے اور خدا کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے ربوہ کی مقدس سرزمین میں آ جمع ہوں گے اور اِس طرح دنیا پر ایک دفعہ پھر آشکار کر دیں گے کہ وہ، زندہ خدا، زندہ رسولؐ، اور زندہ کتاب پر ایمان رکھنے کے باعث، خود بھی زندہ ہیں اور اپنی اِس زندگی کے طفیل ساری دنیا کو ابدی زندگی سے ہمکنار کرنے کے عزم سے لبریز ہیں۔ وہ آئیں گے، دیوانہ وار آئیں گے، پہلے سے بڑھ کر تعداد میں آئیں گے اور ربوہ کی سرزمین کو اپنے سجدہ ہائے شوق سے آباد کر کے اس کی فضاؤں کو ہر آن جاری رہنے والے ذکرِ الٰہی اور دعاؤں سے معمور کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ اُن کا آنا خود اُن کے لئے اور ہمارے لئے مبارک کرے اور ہم سب کو اِس اِلٰہی جلسہ کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہونے اور اِس طرح خدائی افضال سے اپنی جھولیاں بھر کر ان سے مالا مال ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔ وما توفیقنا الا باللہ العظیم +

کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

حق الیقین کے مرتبہ کے بغیر پاک اور مطہّر وحی کا انعام نہیں مل سکتا

اس انعام کو پانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی ہستی سے فنا ہو کر خدا تعالیٰ سے ایک نئی زندگی پاتے ہیں!

سیدنا حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیفِ لطیف "حقیقۃ الوحی" میں روحانی ترقی کے مراتبِ ثلاثہ (علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین) اور ان کی کیفیات پر نہایت روح پرور انداز میں روشنی ڈالی ہے اور علی الخصوص اِن مراتبِ ثلاثہ میں سے مرتبۂ ثالثہ یعنی حقّ الیقین کی کیفیات کو تو ایسے سحور کُن انداز میں بیان فرمایا ہے کہ آسمانی علوم و معارف اور روحانی حقائق و دقائق کے دلدادہ قارئین پر وجد کی کیفیت طاری ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ ذیل میں حضور علیہ السّلام کے اِس کلام معجز نظام کا وہ حصہ جو حق الیقین کی کیفیات پر مشتمل ہے ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

تیسری حالت وہ ہے کہ جب انسان اندھیری رات اور سخت سردی کے وقت میں نہ صرف آگ کی روشنی پاتا ہے بلکہ اُس آگ کے حلقہ کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور اُس کو محسوس ہو جاتا ہے کہ درحقیقت آگ یہ ہے اور اُس سے اپنی سردی کو دُور کرتا ہے یہ وہ کامل درجہ ہے جس کے ساتھ ظنّ جمع نہیں ہو سکتا۔ اور یہی وہ درجہ ہے جو بشریّت کی سردی اور قبض کو بکلّی دور کرتا ہے۔ اِس حالت کا نام حقّ الیقین ہے اور یہ مرتبہ محض کامل افراد کو حاصل ہوتا ہے جو تجلّیاتِ الٰہیہ کے حلقہ کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اور علمی اور عملی دونوں حالتیں اُن کی درست ہو جاتی ہیں۔ اس درجہ سے پہلے نہ علمی حالت کمال کو پہنچتی ہے اور نہ عملی حالت مکمّل ہوتی ہے اور اِس درجہ کو پانیوالے وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے کامل تعلق رکھتے ہیں اور حقیقت میں وحی کا لفظ انہیں کی وحی پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ وہ شیطانی تصرّفات سے پاک ہوتی ہے اور وہ ظنّ کے درجہ پر نہیں ہوتی بلکہ یقینی اور قطعی ہوتی ہے اور وہ نور ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو ملتا ہے اور ہزارہا برکات ان کے ساتھ ہوتی ہیں اور بصیرت صحیحہ ان کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ دُور سے نہیں دیکھتے بلکہ نور کے حلقہ کے اندر داخل کئے جاتے ہیں

اور اُن کے دل کو خدا سے ایک ذاتی تعلق ہوتا ہے۔ اسی لئے جس طرح خدا تعالیٰ اپنے لئے یہ امر چاہتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے ایسا ہی ان کے لئے بھی یہی چاہتا ہے کہ اس کے بندے اُن کو شناخت کر لیں پس اسی غرض سے وہ بڑے بڑے نشان اُن کی تائید اور نصرت میں ظاہر کرتا ہے۔ ہر ایک جو اُن کا مقابلہ کرتا ہے ہلاک ہوتا ہے۔ ہر ایک جو اُن سے عداوت کرتا ہے آخر خاک میں ملایا جاتا ہے اور خدا اُن کی ہر بات میں اور حرکات میں اور اُن کے لباس میں اور مکان میں برکتیں رکھ دیتا ہے اور اُن کے دوستوں کا دوست اور اُن کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور زمین اور آسمان کو انکی خدمت میں لگا دیتا ہے اور جیسا کہ زمین اور آسمان کی مخلوقات پر نظر ڈال کر ماننا پڑتا ہے کہ ان مصنوعات کا ایک خدا ہے۔ ایسا ہی اُن تمام نصرتوں اور تائیدوں اور نشانوں پر نظر ڈال کر جو اُن کے لئے خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے قبول کرنا پڑتا ہے کہ وہ مقبولِ الٰہی ہیں پس وہ اُن تائیدوں اور نصرتوں اور نشانوں سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ اس کثرت اور صفائی سے ہوتے ہیں کہ اُن میں کوئی دوسرا شریک اُن کا ہو ہی نہیں سکتا۔

ماسوا اس کے جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے صفاتِ اخلاقیہ سے دلوں میں اپنی محبت جما دے ایسا ہی انکی صفاتِ اخلاقیہ میں اس قدر معجزانہ تاثیر رکھ دیتا ہے کہ دل ان کی طرف کھنچے جاتے ہیں۔ وہ ایک عجیب قوم ہے کہ مرنے کے بعد زندہ ہوتے ہیں اور کھونے کے بعد پاتے ہیں اور اس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے ہیں کہ اُن کے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہو جاتی ہے گویا اُن کا خدا ایک الگ خدا ہے جس سے دنیا بے خبر ہے اور اُن سے خدا تعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسروں سے وہ ہرگز نہیں کرتا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا اس لئے ہر ایک ابتلاء کے وقت خدا نے اس کی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا۔ خدا نے آگ کو اُس کے لئے سرد کر دیا اور جب ایک بدکردار بادشاہ اُن کی بیوی سے بد ارادہ رکھتا تھا تو خدا نے اس کے اُن ہاتھوں پر بلا نازل کی جن کے ذریعہ سے وہ اپنے پلید ارادہ کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ پھر جبکہ ابراہیمؑ نے خدا کے حکم سے اپنے پیارے بیٹے کو جو اسمٰعیل تھا ایسی پہاڑیوں میں ڈال دیا جن میں نہ پانی نہ دانہ تھا تو خدا نے غیب سے اس کے لئے پانی اور سامانِ خوراک پیدا کر دیا۔

اور ظاہر ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ظالم لوگ اُن کو ہلاک کر دیتے ہیں اور آگ میں ڈالتے اور پانی میں غرق کر دیتے ہیں اور کوئی مدد خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو نہیں پہنچتی گو وہ نیک بھی ہوتے ہیں۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں کہ بدذات لوگ اُن کی عورتوں سے زنا بالجبر کرتے ہیں اور کئی ایسے لوگ ہیں جن کی اولاد کسی جنگل میں پانی سے ترستی ترستی مر جاتی ہے اور اُن کے لئے غیب سے کوئی آبِ زمزم پیدا نہیں ہوتا۔ پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ہر ایک شخص سے بقدر تعلق ہوتا ہے اور گو محبوبینِ الٰہی پر مصائب بھی پڑتی ہیں مگر نصرتِ الٰہی نمایاں طور پر اُن کے شاملِ حال ہوتی ہے اور غیرتِ الٰہی ہرگز ہرگز گوارا نہیں کرتی کہ اُن کو ذلیل اور رسوا کرے اور اُس کی محبت گوارا نہیں کرتی کہ اُن کا نام دنیا سے

مٹا دے۔

اور کرامات کی اصل بھی یہی ہے کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا کا ہو جاتا ہے اور اُس میں اور اُسکے رب میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور وہ وفا اور صدق کے تمام اُن مراتب کو پورے کر کے دکھلاتا ہے جو حجاب سوز ہیں تب وہ خدا کا اور اُس کی قدرتوں کا وارث ٹھہرایا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ طرح طرح کے نشان اُس کے لئے ظاہر کرتا ہے جو بعض بطور دفع شر ہوتے ہیں اور بعض بطور افاضۂ خیر اور بعض اُس کی ذات کے متعلق ہوتے ہیں اور بعض اُس کے اہل و عیال کے متعلق اور بعض اُس کے دشمنوں کے متعلق اور بعض اس کے دوستوں کے متعلق اور بعض اُس کے اہلِ وطن کے متعلق اور بعض عالمگیر اور بعض زمین سے اور بعض آسمان سے غرض کوئی نشان ایسا نہیں ہوتا جو اُس کے لئے دکھلایا نہیں جاتا اور یہ مرحلہ دقّت طلب نہیں اور کسی بحث کی اس جگہ ضرورت نہیں کیونکہ اگر درحقیقت کسی شخص کو یہ تیسرا درجہ نصیب ہو گیا ہے جو بیان ہو چکا ہے تو دنیا ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہر ایک جو اُس پر گرے گا وہ پاش پاش ہو جائے گا اور جس پر وہ گرے گا اس کو ریزہ ریزہ کر دے گا۔ کیونکہ اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور اُس کا منہ خدا کا منہ ہے اور اُس کا وہ مقام ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ اگرچہ درہم و دینار اکثر لوگوں کے پاس (جو مالدار ہیں) ہوتے ہیں۔ لیکن اگر وہ گستاخی کر کے بادشاہ کا مقابلہ کریں جس کے خزائن مشرق و مغرب میں پڑے ہوئے ہیں تو ایسے مقابلہ کا انجام بجز ذلّت کے کیا ہوگا؟ ایسے لوگ ہلاک ہوں گے اور وہ تھوڑے سے درہم و دینار اُن کے بھی ضبط کئے جائیں گے۔

عزیز خدا کا نام ہے وہ اپنی عزّت کسی کو نہیں دیتا مگر انہیں کو جو اُس کی محبت میں کھوئے گئے ہیں۔ ظاہر خدا کا نام ہے وہ اپنا ظہور کسی کو نہیں بخشتا مگر انہیں کو جو اُس کے لئے بمنزلہ اُس کی توحید اور تفرید کے ہیں اور ایسے اس کی دوستی میں محو ہوتے ہیں جو اب بمنزلہ اُس کی صفات کے ہیں۔ وہ اُن کو نور دیتا ہے اپنے نور میں سے اور علم دیتا ہے اپنے علم میں سے تب وہ اپنے سارے دل اور ساری جان اور ساری محبّت سے اُس یار یگانہ کی پرستش کرتے ہیں اور اُس کی رضا کو ایسا چاہتے ہیں جیسا کہ وہ خود چاہتا ہے۔

انسان خدا کی پرستش کا دعویٰ کرتا ہے مگر کیا پرستش صرف بہت سے سجدوں اور رکوع اور قیام سے ہو سکتی ہے یا بہت مرتبہ تسبیح کے دانے پھیرنے والے پرستارِ الٰہی کہلا سکتے ہیں بلکہ پرستش اُس سے ہو سکتی ہے جس کو خدا کی محبت اس درجہ پر اپنی طرف کھینچے کہ اُس کا اپنا وجود درمیان سے اُٹھ جائے۔ اوّل خدا کی ہستی پر پورا یقین ہو اور پھر خدا کے حسن و احسان پر پوری اطلاع ہو اور پھر اُس سے محبت کا تعلق ایسا ہو کہ سوزشِ محبت ہر وقت سینہ میں موجود ہو اور یہ حالت ہر ایک دم چہرہ پر ظاہر ہو اور خدا کی عظمت دل میں ایسی ہو کہ تمام دنیا اُس کی ہستی کے آگے مُردہ متصوّر ہو اور ہر ایک خوف اسی کی ذات سے وابستہ ہو اور اُسی کی درد میں لذّت ہو اور اُسی کی خلوت میں راحت ہو اور اُس کے بغیر دل کو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔ اگر ایسی حالت ہو جائے تو اس کا نام پرستش ہے مگر یہ حالت بجز خدا تعالیٰ کی خاص مدد کے کیونکر پیدا ہو۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ دعا سکھلائی اِیَّاکَ

نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی ہم تیری پرستش تو کرتے ہیں مگر کہاں حقِ پرستش ادا کر سکتے ہیں جب تک تیری طرف سے خاص مدد نہ ہو۔ خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دیکر اُس کی پرستش کرنا یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں۔ مگر یہ درجہ بغیر اس کی مدد کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کے حاصل ہونے کی یہ نشانی ہے کہ خدا کی عظمت دل میں بیٹھ جائے۔ خدا کی محبت دل میں بیٹھ جائے اور دل اسی پر توکل کرے اور اُسی کو پسند کرے۔ اور ہر ایک چیز پر اسی کو اختیار کرے اور اپنی زندگی کا مقصد اُسی کی یاد کو سمجھے۔ اور اگر ابراہیمؑ کی طرح اپنے ہاتھ سے اپنی عزیز اولاد کے ذبح کرنے کا حکم ہو یا اپنے تئیں آگ میں ڈالنے کے لئے اشارہ ہو تو ایسے سخت احکام کو بھی محبت کے جوش سے بجا لائے اور رضا جوئی اپنے آقائے کریم میں اُس حد تک کوشش کرے کہ اُس کی اطاعت میں کوئی کسر باقی نہ رہے یہ بہت تنگ دروازہ ہے اور یہ شربت بہت ہی تلخ شربت ہے۔ تھوڑے لوگ ہیں جو اس دروازہ میں سے داخل ہوتے ہیں اور اس شربت کو پیتے ہیں۔ زنا سے بچنا کوئی بڑی بات نہیں اور کسی کو ناحق قتل نہ کرنا بڑا کام نہیں اور جھوٹی گواہی نہ دینا کوئی بڑا ہنر نہیں مگر ہر ایک چیز پر خدا کو اختیار کر لینا اور اُس کے لئے سچی محبت اور سچے جوش سے دنیا کی تمام تلخیوں کو اختیار کرنا بلکہ اپنے ہاتھ سے تلخیاں پیدا کر لینا یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز صدیقوں کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ عبادت ہے جس کے ادا کرنے کے لئے انسان مامور ہے۔ اور جو شخص یہ عبادت بجا لاتا ہو تب تو اُس کے اِس فعل پر خدا کی طرف سے بھی ایک فعل مترتب ہوتا ہے جس کا نام انعام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یعنی یہ دعا سکھلاتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنی اے ہمارے خدا ہمیں اپنی سیدھی راہ دکھلا اُن لوگوں کی راہ جن پر تُو نے انعام کیا ہے اور اپنی خاص عنایات سے مخصوص فرمایا ہے۔ حضرت احدیت میں یہ قاعدہ ہے کہ جب خدمت مقبول ہو جاتی ہے تو اُس پر ضرور کوئی انعام مترتب ہوتا ہے چنانچہ خوارق اور نشان جن کی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کر سکتے یہ بھی خدا تعالیٰ کے انعام ہیں جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں۔

اے گرفتارِ ہوا در ہمہ اوقاتِ حیوٰۃ — با چنیں نفس سیہ چوں رسدت زوعونے
گر تو آں صدق بورزی کہ بورزید کلیم — عجبے نیست اگر غرق شود فرعونے

اب خلاصہ اس تمام کلام کا یہ ہے کہ کسی کو بجز درجہ ثالثہ کے پاک اور مطہر وحی کا انعام نہیں مل سکتا اور اس انعام کو پانیوالے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی ہستی سے مر جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ایک نئی زندگی پاتے ہیں اور اپنے نفس کے تمام تعلقات توڑ کر خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ تب اُن کا وجود مظہر تجلیاتِ الٰہیہ ہو جاتا ہے اور خدا اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ ہزار اپنے تئیں پوشیدہ کریں مگر خدا تعالیٰ اُن کو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور وہ نشان اُن سے ظاہر ہوتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے دنیا ان کا کسی بات میں مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ ہر ایک راہ میں خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے اور ہر ایک میدان میں خدا کا ہاتھ اُن کو مدد دیتا ہے ہزارہا

نشان اُن کی تائید اور نصرت میں ظاہر ہوتے ہیں اور ہر ایک جو اُن کی دشمنی سے باز نہیں آتا آخر وہ بڑی ذلت کیساتھ ہلاک کیا جاتا ہے کیونکہ خدا کے نزدیک اُن کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ خدا حلیم ہے اور آہستگی سے کام کرتا ہے لیکن ہر ایک جو اُن کی دشمنی سے باز نہیں آتا اور عمداً ایذا پر کمر بستہ ہے خدا اُس کے استیصال کے لئے ایسا حملہ کرتا ہے کہ جیساکہ ایک مادہ شیر (جبکہ کوئی اُس کے بچہ کو مارنے کے لئے قصد کرے) غضب اور جوش کے ساتھ اس پر حملہ کرتی ہے اور نہیں چھوڑتی جب تک اُس کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کرے۔ خدا کے پیارے اور دوست ایسی مصیبتوں کے وقت میں ہی شناخت کئے جاتے ہیں۔ جب کوئی اُن کو دُکھ دینا چاہتا ہے اور اس ایذا پر اصرار کرتا ہے اور باز نہیں آتا تب خدا صاعقہ کی طرح اُس پر گرتا ہے اور طوفان کی طرح اپنے غضب کے حلقہ میں اُس کو لے لیتا ہے اور بہت جلد ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ ہے جس طرح تم دیکھتے ہو کہ آفتاب کی روشنی اور کرم شب چراغ کی روشنی میں کوئی اشتباہ نہیں ہو سکتا اسی طرح وہ نور جو اُن کو دیا جاتا ہے اور وہ نشان جو اُن کے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں اور وہ روحانی نعمتیں جو اُن کو عطا ہوتی ہیں اُن کے ساتھ کسی کا اشتباہ واقع نہیں ہو سکتا اور اُن کی نظیر کسی فرد میں پائی نہیں جاتی۔ خدا اُن پر نازل ہوتا ہے اور خدا کا عرش اُن کا دل ہو جاتا ہے اور وہ ایک اور چیز بن جاتے ہیں جس کی نہ تک دنیا نہیں پہنچ سکتی۔ (حقیقۃ الوحی ۵۱ تا ۵۲)

اے خدا کے بندو!

حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اِن خصلت سے غضب میں لاؤ گے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریّت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اُس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔ اُس کی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اُس کیلئے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اُس کے ہو جاؤ اگر چاہتے ہو کہ اِس دنیا میں خدا کو دیکھ لو۔"

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم صہ ۹۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی کلام

إِنَّ الْوَرٰى مِنْ كُلِّ فَجٍّ يَجِيئُنِي

(مخلوق ہر ایک راہ سے میرے پاس آرہی ہے)

وَإِنَّ الْوَرٰى مِنْ كُلِّ فَجٍّ يَجِيئُنِي وَيَسْعٰى إِلَيْنَا كُلُّ مَنْ كَانَ يُبْصِرُوْا

اور مخلوق ہر ایک راہ سے میرے پاس آرہی ہے اور ہر ایک دیکھنے والا میری طرف دوڑا آرہا ہے

وَكَمْ مِنْ عِبَادٍ آثَرُوْنِي بِصِدْقِهِمْ عَلَى النَّفْسِ حَتّٰى خُوِّفُوْا ثُمَّ دُمِّرُوْا

بہت سے بندے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی جان پر مجھکو اختیار کر لیا باوجود اس کے کہ ان کو ڈرایا دھمکایا گیا پھر اُن کو قتل کر دیا گیا۔

تَجَلّٰى عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ رَبُّ مَا بَدَا فَفَرُّوْا إِلَى النُّوْرِ الْقَدِيْمِ وَابْدَرُوْا

اُن پر اُن کا خدا جلوہ گر ہوا جو تمام مخلوقات کا خدا ہے۔ پس وہ نورِ قدیم کی طرف جلدی سے بھاگے۔

تَرَاهُمْ تَفِيْضُ دُمُوْعُهُمْ مِنْ صَبَابَةٍ وَفِي الْقَلْبِ نِيْرَانٌ وَرَأْسٌ مُغَبَّرٌ

اے مخاطب تو دیکھے گا کہ اُن کے آنسو غلبۂ محبت کی وجہ سے جاری ہیں اور دل میں ایک آگ ہے اور سر پر غبار ہے

أَنَارَتْ بِنُوْرِ الْاِتِّقَاءِ وُجُوْهُهُمْ فَتَعْرِفُهُمْ عَيْنَاكَ لَوْلَا التَّكَدُّرُ

تقویٰ کے نور سے اُن کے مُنہ روشن ہو گئے۔ تیری آنکھیں اُن کو پہچان لیں گی اگر کدورت لاحقِ حال نہ ہو۔

يُمِيْلُوْنَ قَلْبَ الْخَلْقِ نَحْوَ نُفُوْسِهِمْ بِنَاظِرَةٍ تَصْبُوْ إِلَيْهَا الْخَوَاطِرُ

وہ لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کر لیتے ہیں ایسی آنکھ کے ساتھ جس کو دیکھ کر دل کھنچے چلے آتے ہیں۔

كَأَنَّ حَيَاةَ الْقَوْمِ تَحْتَ حَيَاتِهِمْ بِهِمْ زَرْعُ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْدُوْ وَيَجْدُرُ

گویا قوم کی زندگی اُن کی زندگی کے نیچے ہے۔ اُن کے ساتھ دین کا کھیت ظاہر ہوتا ہے اور اپنا سبزہ نکالتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی کلام

ہزارہا دل و جاں بر رہم فدا باشد

رسید مژدہ زغیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدّد ایں دین و رہنما باشد

مجھے غیب سے خوشخبری ملی ہے کہ مَیں وہی انسان ہوں جو اِس دین کا مجدّد اور راہ نما ہے۔

لوائے ما پنہٴ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتحِ نمایاں بنامِ ما باشد

ہمارا جھنڈا ہر خوش بخت و خوش نصیب کی پناہ ہوگا اور اسلام کی کُھلی کُھلی فتح کا شہرہ ہمارے نام پر ہی ہوگا۔

عجب مدار اگر خَلق سُوئے ما بدوند
کہ ہر کُجا کہ غنی مے بود گدا باشد

اگر خلقِ خدا ہماری طرف دَوڑ کر آئے تو تعجب نہ کر کیونکہ جہاں دولتمند ہو وہاں حاجتمند جمع ہو جاتے ہیں۔

گُلے کہ رُوئے خزاں را گہے نخواہد دید
بباغِ ماست اگر قسمت رسا باشد

وہ پھُول جو کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھے گا وہ ہمارے باغ میں ہے لیکن ضروری ہے کہ تیری قسمت یاوری کرے۔

منم مسیح ببانگِ بلند مے گویم
منم خلیفہٴ شاہے کہ بر سما باشد

مَیں بلند آواز سے اعلان کرتا ہوں کہ مَیں ہی مسیح ہوں اور مَیں ہی اُس بادشاہ کا خلیفہ ہوں جو آسمان پر ہے۔

مقدّر است کہ روزے بریں ادیمِ زمیں
ہزارہا دل و جاں بر رہم فدا باشد

یہ بات مقدّر ہو چکی ہے کہ اِس رُوئے زمین پر ایک دن ہزاروں جان و دل میری راہ پر قربان ہوں گے۔

کشادہ اند درِ فضل گر کنوں نائی
زنا مساعدیٴ بخت نارسا باشد

فضل کے دروازے کھولے گئے ہیں اگر تو اَب بھی نہ آئے تو یہ تیری بدبختی کی نحوست ہے۔

(تریاق القلوب)

آئندہ نسلوں کو شیطان سے بچانے کا طریق

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اسلام نے آئندہ نسلوں کو شیطان سے بچانے اور انہیں ہمیشہ صراطِ مستقیم پر گامزن رکھنے کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے اور اس ضمن میں بعض ایسے حکیمانہ اُصول بیان کئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر اس مقصد میں کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اسلام کے بیان کردہ انہی اُصولوں میں سے ایک اُصول کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"حضرت ہود علیہ السلام نے جب لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے کہا میاں ایسی نصیحتیں کرو یا نہ کرو ہم نے ماننا تو ہے ہی نہیں۔ پہلے زمانوں سے ایسے لوگ ہوتے چلے آئے ہیں جو کہتے رہے ہیں کہ زیادہ دولتیں نہ کماؤ اور دولتوں پر گھمنڈ نہ کرو مگر پھر بھی یہ دنیا کام کرتی ہی چلی آئی ہے۔ ہم کو کارخانے بنانے اور دولتیں کمانے پر کوئی عذاب نہیں ہو گا۔ اِس لئے خواہ تم ہمیں تبلیغ کرو یا نہ کرو ہمارے لئے یہ برابر ہے اور ہم کبھی تمہاری بات نہیں مان سکتے حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی انسان سرکشی اور تمرد میں بڑھ جائے تو اسے نیکی کی طرف توجہ دلانا بڑا کٹھن مرحلہ ہوتا ہے لیکن اِس مشکل کو تسلیم کرنے کے باوجود قرآنِ کریم نے مسلمانوں کو یہی ہدایت دی ہے کہ فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (سورۃ اعلیٰ رکوع ۱) تمہارا کام یہ ہے کہ تم نصیحت کرتے چلے جاؤ کیونکہ نصیحت کرنا بہرحال دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے پس خواہ کوئی کتنا ہی مخالف ہو اُس کے متعلق کبھی مایوسی کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے۔ دل خدا تعالیٰ کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔ تمہارا کام یہ ہے کہ تم بار بار خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کی باتیں لوگوں کے کانوں میں ڈالتے رہو۔ ایک دن یقیناً ایسا آجائے گا کہ اُن کے دل کے زنگ دور ہو جائیں گے اور وہ ہدایت کو خوشی سے قبول کر لیں گے۔

اولیاء کی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک شخص مسلمانوں کو سخت دُکھ دیا کرتا تھا اور باوجود سمجھانے کے باز نہیں آتا تھا۔ آخر کئی لوگوں نے تنگ آ کر اُس محلہ کو ہی چھوڑ دیا جس میں وہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ ایک بزرگ حج کر رہے تھے کہ انہوں نے اُسی شخص کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا کہ تو کہاں؟ تیرا کام تو سارا دن گانا بجانا اور شراب پینا تھا، تُو کعبہ کا طواف کرنے کس طرح آ گیا۔ وہ کہنے لگا ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔ آپ لوگ مجھے قرآن بھی سُناتے اور حدیثیں بھی بتاتے مگر میرے دل پر ذرا بھی اثر نہ ہوتا۔ ایک دن مجلس لگی ہوئی تھی، دوست

احباب بیٹھے تھے، شراب کی صراحیاں قرینہ سے رکھی ہوئی تھیں کہ یک دم مجھے گلی میں سے ایک آواز آئی۔ کوئی اجنبی، نہ معلوم کون، گلی میں سے گزر رہا تھا اور قرآنِ کریم کی یہ آیت بڑی خوش الحانی سے پڑھتا جا رہا تھا کہ اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ۔ کیا مومنوں پر ابھی وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جائیں۔ یہ آیت جونہی میرے کان میں پڑی مجھے یوں معلوم ہوا کہ یہ آیت ابھی آسمان سے میرے لئے اُتری ہے۔ میرے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے مجلس برخاست کر دی، گانے بجانے کے آلات توڑ دئے، توبہ کی اور حج کے لئے چل پڑا۔ تم نے سارا قرآن مجھے سُنا دیا مگر مجھ پر اثر نہ ہوا لیکن وقت ہوتا ہے، ایک آیت نے میری کایا پلٹ دی، اور اب میں توبہ کر کے حج کرنے آیا ہوں۔ تو قلوب بعض دفعہ ایسے رنگ میں بدلتے ہیں کہ حیرت آجاتی ہے۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ ایک عورت نے دوسری عورت کو مارا اور اُس کا دانت توڑ دیا۔ اسلامی شریعت کی رو سے ضروری تھا کہ اُس عورت کا بھی قصاص کے طور پر دانت توڑا جاتا۔ چنانچہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا۔ وہ عورت جس نے دانت توڑا تھا اُس کی طرف سے حضرت ابوہریرہؓ بطور وکیل پیش ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ بے شک قصاص کے طور پر اِس کا بھی دانت توڑا جانا چاہیئے مگر میں معافی کی درخواست کرتا ہوں۔ اگر دوسرا فریق معاف کر دے تو یہ اُس کا احسان ہوگا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوسری عورت کے رشتہ داروں سے کہا کہ بیشک شریعت نے تمہیں قصاص کا حق دیا ہے لیکن اگر تم معاف کر دو تو اچھا ہے۔ مگر دوسرے فریق پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ لوگ یہی کہتے چلے گئے کہ دانت کے بدلے جب تک دانت نہ توڑا جائے گا ہم نہیں ٹلیں گے۔ آخر حضرت ابوہریرہؓ کو جوش آگیا اور انہوں نے کہا خدا کی قسم میری رشتہ دار عورت کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ یہ الفاظ انہوں نے ایسے جوش سے کہے کہ وہ لوگ جو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سفارش بھی نہیں مان رہے تھے ڈر گئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے معاف کیا۔ اِس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں اور اُن کے جسم غبار آلود ہوتے ہیں مگر جب وہ کسی معاملہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھالیں تو خدا تعالیٰ اُن کے متعلق اپنی غیرت دکھلاتا اور اُس بات کو پورا کر دیتا ہے جس کیلئے وہ قسم کھاتے ہیں۔ تو دیکھو حضرت ابوہریرہؓ نے جب خدا کی قسم کھا کر یہ کہا کہ میری اِس رشتہ دار عورت کا دانت نہیں توڑا جائے گا تو وہ لوگ جو اِس بارہ میں خود حضرت ابوہریرہؓ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سفارش بھی ماننے کیلئے تیار نہیں تھے یک دم اُن کی طبیعت بدل گئی اور اُنہوں نے اپنا حق چھوڑ دیا۔

پس مومنوں کو اِس بات کی اہمیت سمجھنی چاہیئے کہ اُنہیں ہمیشہ ایک دوسرے کو سمجھاتے رہنا چاہیئے اور یہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ دوسرے کی اصلاح نہیں ہوسکتی اور اگر بالفرض دوسرے کی اصلاح نہ بھی ہو تو کم سے کم جو شخص دوسرے کو سمجھائے گا اُس کی اپنی اصلاح تو ہو جائے گی۔ بہرحال دوسرے کو سمجھانا فائدہ کے بغیر نہیں ہوتا۔ پس وعظ و نصیحت

کا سلسلہ اپنے اندر بھی جاری کرنا چاہیئے اور غیروں میں بھی جاری کرنا چاہیئے۔ جہاں دوست ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہیں کہ سچ بولو، معاملات میں صفائی رکھو، گالی گلوچ سے کام نہ لو، جھگڑا نہ کرو، محبت اور پیار سے رہو۔ جب اس قسم کے وعظ و نصیحت کا سلسلہ بند ہو جائے تو نئی پود کئی قسم کی غلطیوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ پرانے لوگ تو شیطان سے بہت سی لڑائیاں لڑ چکے ہوتے ہیں اور ان کے اندر نیکی اور تقویٰ پیدا ہو چکا ہوتا ہے مگر نئی پود نے وہ لڑائی نہیں کی ہوتی اس لئے شیطان ان کے اندر آسانی سے داخل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ اور شیطان کا قصہ اسی لئے بیان کیا ہے کہ ذرا سی غفلت بھی بہت بڑے نقصان کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر آدمؑ جو شیطان کے ساتھ دیر سے جنگ کرتا چلا آ رہا تھا دھوکا کھا سکتا ہے تو جن سے شیطان کی ابھی جنگ ہی نہیں ہوئی وہ تو اس کے فریب میں بہت جلد آ سکتے ہیں۔ آدمؑ اسی لئے شیطان کے دھوکہ میں آیا کہ شیطان مذہب کا لبادہ اوڑھ کر آدمؑ کے سامنے آیا اور حضرت آدمؑ نے سمجھا کہ اب اس کی اصلاح ہو چکی ہے چنانچہ انہوں نے اس کے ساتھ صلح کر لی اور نتیجہ خراب نکلا۔ مگر جس شخص نے شیطان سے ابھی لڑائی شروع ہی نہیں کی اس کے سامنے اگر شیطان بزرگ بن کر آ جائے تو وہ جلدی دھوکہ کھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس قصہ کے بیان کرنے سے یہی منشاء ہے کہ جب آدمؑ شیطان کو دیکھ کر دھوکہ کھا گیا تو وہ لوگ جو ابھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے واقف ہی نہیں وہ اس کی طرف سے کیسے مطمئن ہو سکتے ہیں پس موجودہ اور آئندہ نسلوں کو شیطان کے حملوں سے بچانے کے لئے اسلام یہ نصیحت کرتا ہے کہ تم اپنے اندر بھی وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری رکھو اور بیرونی دنیا کو بھی ہمیشہ خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے رہو تاکہ شیطان ذریتِ آدمؑ کو گمراہ کرنے سے ہمیشہ کے لئے مایوس ہو جائے"۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۴۱۶ تا ۴۱۸)

خدا اور بندہ میں جدائی ڈالنے والی چیز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"خدا میں اور بندہ میں وہ چیز جو بہت جلد جدائی ڈالتی ہے وہ شوخی اور خود بینی اور متکبری ہے"۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۴۲)

غیر مطبوعہ

آپ بیتی

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۱۰)

ذیل میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرکۃ الآرا تصنیف "آپ بیتی" کے غیر مطبوعہ حصّہ کی دسویں قسط ہدیۂ قارئین کی جارہی ہے۔ اس کا مسوّدہ محترم جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے ماہنامہ "انصار اللہ" کو بغرض اشاعت عنایت فرمایا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (ادارہ)

میرے نوکر

ہمارے پرائیویٹ نوکر بھی عجب طرفہ معجون ہوتے ہیں۔ بعض اِس قدر چالاک اور ہوشیار کہ عقلمندوں کے کان بھی کاٹ لیتے ہیں، اور بعض ایسے بیوقوف کہ گدھوں کو بھی اُن سے شرم آئے۔ ہر ملازم اپنے آقا کے دل پر اپنا خاص اثر چھوڑ جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے بعض نوکر سالہا سال کے بعد بھی اپنی کارگزاریوں کی بدولت یاد رہتے ہیں۔ اِس طبقہ کے لوگ بھی دیگر انسانوں کی طرح نیک بھی ہوتے ہیں اور بد بھی، پرہیزگار بھی ہوتے ہیں اور خائن بھی، اچھے قماش کے بھی ہوتے ہیں اور بدچلن بھی۔ مگر ایک خاص طبقہ ان میں سے ایسا ہے جو انگریزوں کی تخلیق ہے۔ اور ان میں بیرے، خانساماں، آیا، اور اردلی مشہور قسمیں ہیں۔ مَیں اُن لوگوں کا ذکر اِس وقت نہیں کروں گا۔ صرف عام نوکروں میں سے ایک نوکر کا قصّہ بطورِ مثال لکھتا ہوں۔

ہمارے طالب علمی کے زمانہ میں ایک مِس (mess) میں ایک دیہاتی ملازم تھا۔ کبھی وہ خاصہ کھانا پکا لیتا تھا اور کبھی بالکل خراب۔ جب کبھی اسے کہا جاتا کہ امام دین آج تو سالن بہت بدمزہ تھا، گوشت کچّا، نمک ندارد، ترکاری کی ہراند موجود، مرچیں بے حد زیادہ، تو فوراً یہ جواب دیا کرتا تھا کہ میاں! ہانڈی کا معاملہ آگ پانی کا میل ہے، کبھی مل گیا کبھی نہ ملا، میرا کیا اختیار ہے۔ ایک دفعہ ایک طالب علم کالج جاتے ہوئے اسے کہہ گیا کہ میرے لئے ایک آنہ والا ٹکٹ ڈاک خانہ سے لا رکھیو۔ امام دین ٹکٹ لے آیا۔ رات کو جب حساب لکھوانے لگا تو کہا کہ لکھو ایک آنہ والا

ٹکٹ ڈیڑھ آنے کا۔ لکھنے والا حیران ہوا کہ کیا کہتا ہے۔ مگر جب بار بار پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ اُس نے ڈاک خانہ جا کر کھڑکی پر پوچھا کہ بابو جی ایک آنہ والا ٹکٹ کتنے میں دو گے؟ یہ سُن کر ڈاک بابو سمجھ گیا کہ یہ کوئی گاؤدی ہے۔ جواب دیا کہ آنہ والا ٹکٹ چھ پیسے میں ملتا ہے۔ چنانچہ نوکر نے ٹکٹ خرید لیا۔ اور آخر حساب لکھواتے وقت بڑے غصّہ سے کہنے لگا کہ مجھ پر اعتبار نہ ہو تو کل خود بابو سے پوچھ لینا۔ دوسرے دن جب بابو سے پوچھا گیا تو اُس نے کہا کہ آپ کے اِس نوکر نے ایسی ایسی بیوقوفی کی بات کہی تھی اس لئے ہم نے بھی اسے بیوقوف بنانا مناسب سمجھا۔ یہ لیجئے آپ کے دو پیسے مگر ایسے احمق کو رکھ کر آپ نقصان اٹھائیں گے۔ (باقی)

نیک اور موحّد انسان کی تعریف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص شراب خوری سے جو شہوت رانی اور عیاشیوں کی جڑ ہے رُک جائے، قمار بازی سے دستبردار ہو، اور عورت مرد کے ناجائز میل جول حتّٰی کہ ایک دوسرے پر نظر ڈالنے سے کنارہ کش ہو، اور حرام خوری اور رشوت اور سُود خوری سے پرہیز کرے، اور ناانصافی اور جھوٹ اور غرور اور اسراف اور دنیا پرستی اور خود غرضی اور حرامکاری اور ریاکاری سے دُور رہے، اور عبادات اور محبتِ الٰہی میں سرگرم ہو، اور اپنے دن رات کو ذکرِ الٰہی سے معمور رکھے، اور صلہ رحم اور مروّت اور ہمدردیٔ بنی نوع اس کی عادت ہو، اور توحید اور لا الٰہ الّا اللّٰہ اس کا مذہب ہو، اور خدا تعالیٰ کو ہر ایک فیض کا مظہر جانے نہ کہ روحوں کو مع اُن کی تمام قوتوں کے اپنے وجود کا آپ خدا سمجھے، اور اُس غیر مرئی اور غیب الغیب اور غیر محدود طاقتوں والے خدا پر ایمان لاوے جس کے پکڑنے اور مصلوب کرنے کے لئے کسی دشمن کے ہاتھ لمبے نہیں ہو سکتے، اور نیز زنا اور بے حیائی اور دیّوثی سے مجتنب ہو، اور پرہیزگاری اور جوانمردی کے اعلیٰ مراتب پر قائم ہو بلکہ اُس کے مذہب میں کسی ناجائز محل شہوت پر دیکھنا بھی حرام ہو کہ تا دل ناجائز خیالات میں مبتلا نہ ہو جائے، اور آخرت کو دنیا پر مقدم رکھے، اور حق اللہ اور حق العباد میں ایک ذرہ فتور نہ کرے جیسا کہ یہ سب تعلیمیں قرآن میں موجود ہیں —— تو اس میں کیا شک ہے کہ وہ ایک نیک اور موحّد انسان بن جائے گا۔"

(ست بچن صفحہ ۱۰)

"چاہئیے کہ ہر ایک شخص تہجّد میں اٹھنے کی کوشش کرے"

(المسیح الموعودؑ)

(مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔اے قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

(۱)

اسلام میں فرائض کی ادائیگی کے علاوہ نوافل پر بھی بے حد زور دیا گیا ہے ۔کیونکہ فرائض کی کمی نوافل کے ذریعہ پوری ہوتی ہے ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"ایک فرائض ہوتے ہیں ۔دوسرے نوافل ۔یعنی ایک تو وہ احکام ہیں جو بطور حق واجب کے ہیں اور نوافل وہ ہیں جو زائد از فرائض ہیں اور وہ اس لئے ہیں کہ تا فرائض میں اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو نوافل سے پوری ہو جائے ۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۹۸-۱۹۹)

نیز فرماتے ہیں :۔

"انسان جس قدر نیکیاں کرتا ہے اس کے دو حصے ہوتے ہیں ۔ایک فرائض دوسرے نوافل ۔فرائض یعنی جو انسان پر فرض کیا گیا ہے ۔جیسے قرضہ کا اتارنا یا نیکی کے مقابل نیکی ۔ان فرائض کے علاوہ ہر ایک نیکی کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں یعنی ایسی نیکی جو اس کے حق سے فاضل ہو جیسے احسان کے مقابل احسان کے علاوہ اور احسان یہ نوافل ہیں ۔یہ بطور تکملات اور متممات فرائض کے ہیں ۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۴)

فرائض کی کماحقہٗ ادائیگی میں انسان سے بسا اوقات کوتاہی ہو جاتی ہے ، اس کمی کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بعض نیکیاں بطور نفل سرانجام دے ۔محض فرائض پر انحصار رکھنے والے انسان کی مثال اس طالب علم کی سی ہے جو اس خیال سے کہ سو میں سے تینتیس نمبر حاصل کر کے وہ امتحان میں کامیاب ہو سکتا ہے نصاب کے صرف تیسرے حصہ کا مطالعہ کرے ایسا طالب علم امتحان میں کبھی کامیاب نہیں ہو گا اس لئے کہ اس حصہ میں سے بھی کئی ایک باتیں اس کے ذہن نشین ہونے سے رہ جائیں گی جو یقیناً اس کے نمبر کم کرنے کا باعث ہوں گی ۔پس محض فرائض کی ادائیگی پر اکتفاء مہلک ثابت ہو سکتا ہے ۔اسی لئے اسلام میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ نیکیوں میں نوافل کی ادائیگی کی طرف بھی خصوصی توجہ دی جائے ۔ماہ رمضان کے روزوں کے علاوہ دیگر ایام میں بھی نفلی روزے رکھے جائیں ، احسان کرنے والے کو اس کے احسان کا بہتر رنگ میں بدلہ دیا جائے ، تحفہ دینے والے کو اس سے بہتر تحفہ دیا جائے اور قرض دینے والے شخص کو

قرض کی رقم کی ادائیگی کے علاوہ حتی الوسع اپنے طور پر کچھ زائد رقم دیدی جائے۔ وغیرہا۔

حدیث بخاری شریف میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ:۔

"لایزال یتقرّب عبدی بالنوافل حتّی احبّہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الّذی یسمع بہٖ و بصرہ الّذی یبصر بہٖ و یدہ الّذی یبطش بھا ورجلہ الّذی یمشی بھا ولئن سألنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنّہ۔"

"میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میرے دل میں بھی اس سے محبّت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اُس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سُنتا ہے، مَیں اُس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، مَیں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور مَیں اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور وہ جب مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو مَیں اُسے ضرور دیتا ہوں اور جب میری پناہ میں آنا چاہتا ہے تو مَیں ضرور اُسے پناہ دیتا ہوں۔"

اسی حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"پس یاد رکھو کہ خدا سے محبّت تام نفل ہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ پھر مَیں ایسے مقرّب اور مومن بندوں کی نظر ہو جاتا ہوں یعنی یہاں میرا منشاء ہوتا ہے وہیں اُن کی نظر پڑتی ہے ...... اُن کے کان ہو جاتا ہوں، یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جہاں اللہ کی یا اُس کے رسولؐ یا اُس کی کتاب کی تحقیر یا ذلّت ہوتی ہے وہاں سے بیزار ہو کر اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں وہ سُن نہیں سکتے۔ اور کوئی ایسی بات جو اللہ تعالےٰ کی رضا اور حکم کے خلاف ہو نہیں سُنتے اور ایسی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے۔ ایسا ہی فسق و فجور کی باتوں اور سماع کے ناپاک نظاروں اور آوازوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ نامحرم کی آواز سُن کر بُرے خیالات کا پیدا ہونا زناء الذہن ہے اسی لئے اسلام نے پردہ کی رسم رکھی ہے ...... پھر فرماتا ہے کہ ہو جاتا ہوں اُس کے ہاتھ، بعض وقت انسان ہاتھوں سے بہت بے رحمی کرتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ مومن کے ہاتھ بے جا طور پر اعتدال سے نہیں بڑھتے۔ وہ نامحرم کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ پھر فرماتا ہے اس کی زبان ہو جاتا ہوں، اسی پر اشارہ ہے ما ینطق عن الھویٰ۔ اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ اللہ کا ارشاد تھا اور آپؐ کے ہاتھ کے لئے فرمایا ما رمیتَ

اذ رمیتَ ولٰکنّ اللّٰہ رمیٰ ۔

غرض نفل کے ذریعہ انسان بہت بڑا درجہ اور قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے ۔ پھر ماعادلی ولیًّا فقد بارزتہ بالحرب جو میرے ولی کا دشمن ہوئیں اُس کو کہتا ہوں کہ اب میری لڑائی کے لئے تیار ہو جا۔ حدیث میں آتا ہے خدا شیرنی کی طرح جس کا کوئی بچّہ اٹھالے جاوے اس پر جھپٹتا ہے ۔ غرض انسان کو چاہیئے کہ وہ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ سعی کرتا رہے ۔" (ملفوظات جلد دوم صـ ۱۹۹-۲۰۰)

(۲)

اسلام میں فرائض نماز کے علاوہ نوافل کی ادائیگی پر بالخصوص زور دیا گیا ہے اور انہیں عظیم روحانی ترقیات کا زینہ قرار دیا گیا ہے ۔ چنانچہ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

اقم الصّلوٰۃ لدلوک الشمس الیٰ غسق الّیل وقراٰن الفجر انّ قراٰن الفجر کان مشھوداً ۝ ومن الّیل فتھجّد بہٖ نافلۃً لک عسٰی ان یبعثک ربّک مقامًا محمودًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل)

ترجمہ :- "تو سورج کے ڈھلنے کے وقت سے لے کر رات کے خوب تاریک ہو جانے کے وقت تک (کی مختلف گھڑیوں میں) نماز کو عمدگی سے ادا کیا کر اور صبح کے وقت (قرآن) کے پڑھنے کو بھی (لازم سمجھ) صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا یقیناً (اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایک) مقبول (عمل) ہے ۔ اور رات کو بھی تو اس (یعنی قرآن) کے ذریعہ سے کچھ سو لینے کے بعد شب بیداری کیا کر جو تجھ پر ایک زائد انعام ہے (اس طرح پر) بالکل متوقع ہے کہ تیرا رب تجھے حمد والے مقام پر کھڑا کر دے ۔" (تفسیر صغیر)

ان آیاتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے نوافل نمازیں سے بالخصوص نماز تہجّد کو "مقامِ محمود" کے حصول کا ذریعہ بیان فرمایا ہے ۔ نوافل نمازیں در اصل انسان دنیا سے الگ ہو کر گوشۂ تنہائی میں آستانۂ الٰہی پر جھکتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور سینہ کھول کر رکھ دیتا ہے ۔ اس وقت کی کیفیت کچھ وہی لوگ جانتے ہیں جو نمازِ تہجد کے سوز و گداز کا ذاتی تجربہ رکھتے ہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" نوافل متمم فرائض ہوتے ہیں۔ نفل کے وقت دل میں ایک خشوع اور خوف ہوتا ہے کہ فرائض میں جو قصور ہؤا ہے وہ اب پُورا ہو جائے یہی وہ راز ہے جو نوافل کو قربِ الٰہی کے ساتھ بڑا تعلق ہے۔ گویا خشوع اور تذلل اور انقطاع کی حالت اس میں پیدا ہوتی ہے۔"
(ملفوظات جلد دوم صـــ ۱۹۹)

اِسی لئے حضور علیہ السلام کا تاکیدی ارشاد ہے کہ :-

" چاہیئے کہ ہر ایک شخص تہجد میں اُٹھنے کی کوشش کرے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صـــ ۲۰)

اللہ تعالیٰ ہماری سُستی اور غفلت کو دُور فرمائے اور ہمیں دیگر نوافل کے ساتھ التزام سے نمازِ تہجد ادا کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم عاجز بندے بھی اُن نعماء اور برکات کے وارث ہوں جو اُن سے وابستہ ہیں۔ اٰمین اللّٰھم اٰمین ٭

محبّت اور اطاعتِ الٰہی کا ثمرہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"جو لوگ اپنے خدا کی پوری محبت اور پوری اطاعت اختیار کرتے ہیں اور پورے صدق اور وفاداری سے اُس کے آستانہ پر جُھکتے ہیں اُن کو خاص طور پر ایک کامل زندگی بخش جاتی ہے اور اُن کے فطرتی حواس میں بھی بہت تیزی عطا کی جاتی ہے، اور ان کی فطرت کو ایک نور بخشا جاتا ہے، جس نور کی وجہ سے ایک فوق العادت روحانیت اُن میں جوش مارتی ہے اور تمام روحانی طاقتیں جو دنیا میں وہ رکھتے تھے موت کے بعد بہت وسیع کی جاتی ہیں۔ اور نیز مرنے کے بعد وہ اپنی خداداد مناسبت کی وجہ سے جو حضرت عزت سے رکھتے ہیں آسمان پر اٹھائے جاتے ہیں جس کو شریعت کی اصطلاح میں رفع کہتے ہیں۔"

(ضرورۃ الامام حاشیہ صـــ ۵۲)

تزکیۂ نفس حاصل کرنے کے ذرائع

(احادیثِ نبویؐ کی روشنی میں)

(مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے)

روحانی ترقی کے ضمن میں تزکیۂ نفس کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تزکیۂ نفس حاصل کرنے کے ذرائع معلوم کئے جائیں۔ اسلام نے اِس بارہ میں ہماری نہایت تفصیلی رہنمائی فرمائی ہے اور وہ تمام ذرائع جن کی مدد سے انسان تزکیۂ نفس کی دولت سے مالا مال ہو کر روحانی ترقی کے مدارج طے کر سکتا ہے اور روحانیت کے اعلیٰ مقامات حاصل کر سکتا ہے، کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں اِن ذرائع پر نہایت پُر معارف انداز میں روشنی ڈال کر اُن کی بنیادی اہمیت کو ذہن نشین کرایا ہے۔ چنانچہ اِسی سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بیان فرمودہ بعض ذرائع پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱)

تزکیۂ نفس حاصل کرنے کا پہلا اور سب سے اہم ذریعہ پنجگانہ نمازیں ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُوْلُ ذٰلِکَ یُبْقِیْ مِنْ دَرَنِہٖ قَالُوْا لَا یُبْقِیْ مِنْ دَرَنِہٖ شَیْئًا قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِھَا الْخَطَایَا۔ (بخاری باب الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ حضور فرماتے تھے کہ بھلا بتاؤ تو سہی کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے (گھر کے) دروازے پر ایک نہر ہو جس میں وہ ہر روز پانچ بار غسل کرتا ہو تو کیا یہ چیز (اس کے بدن کی) مَیل کچیل میں سے کچھ بھی باقی رہنے دے گی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ امر اسکی مَیل کچیل میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہنے دے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ نمازوں کی (بھی) یہی کیفیت ہے انکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

نماز کو اس کی حقیقت کا عرفان حاصل کر کے اس کے مطالب کو سمجھتے ہوئے پڑھا جائے تو لامحالہ انسان روحانی بیماریوں سے خلاصی حاصل کر لیتا ہے۔ نماز کیا ہے؟ نماز اللہ تعالیٰ کے دربار میں پانچ بار حاضر ہونے کا نام ہے۔ ایک روحانی مریض سب سے بڑے طبیب اور حکیم مطلق کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور اپنے امراض کی تفاصیل اُس کے سامنے رکھتا ہے۔ اُس حکیم مطلق کا وعدہ ہے کہ جو میرے سامنے اپنی روحانی بیماریوں کو پیش کر کے شفاء چاہیگا وہ یقیناً بامراد ہوگا۔ اِسی لئے تو اُس حکیم مطلق اور طبیب حقیقی کی طرف سے نماز سے پہلے یہ ندا بلند کی جاتی ہے کہ:۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

آؤ نماز کی طرف۔ آؤ کامیابی کی طرف۔

سو ایک روحانی بیمار کے لئے نماز پڑھنا شفاخانہ میں جاکر اپنے زخموں کی مَیل کچیل دُھلوا کر مرہم پٹی کروانے کا نام ہے۔ اِس کے بعد جب انسان تزکیۂ نفس کا مقام حاصل کر لیتا ہے اور روحانی طور پر صحت مند ہو جاتا ہے تو نماز پڑھنا اُس کے لئے اپنے محبوب کی ملاقات اور اس کے سامنے عشق و محبّت کے اظہار کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اُس وقت نماز اُس کی زندگی کی سب سے بڑی لذّت کا مقام حاصل کر لیتی ہے۔

قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ

کہ ظاہری و باطنی طور پر کامل نمازیں تمام بُرائیوں کو دُور کر دیتی ہیں۔

پھر فرماتا ہے:۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ نماز یقیناً بےحیائی اور ناپسندیدہ امور سے روک دیتی ہے۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا۔

(۳)

پنجگانہ نمازوں کے بعد تزکیۂ نفس حاصل کرنے کا دوسرا اہم ذریعہ **نمازِ تہجّد** ہے۔ چنانچہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کُلَّ لَیْلَۃٍ اِلٰی سَمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ یَقُوْلُ مَنْ یَدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَہٗ مَنْ یَسْئَلُنِیْ فَاُعْطِیَہٗ مَنْ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَہٗ۔ (بخاری کتاب الجمعہ باب التہجد باللیل)

ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات دنیا کے آسمان پر اُترتا ہے جبکہ رات کا آخری تہائی وقت باقی رہ جاتا ہے اور فرماتا ہے کون ہے وہ شخص جو مجھے پکارے تا میں اس کی دُعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے کوئی سوال کرے تو میں اسکا سوال پورا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے استغفار کرے اور میں اس پر اپنی مغفرت کی چادر ڈال دوں۔

اگر کوئی شخص سچے دل سے یہ خواہش رکھتا ہے کہ اُسے تزکیہ نفس حاصل ہو جائے اور وہ اپنے قلب سے ہر قسم کی روحانی میل کچیل کو دھونا چاہتا ہے اور اس امر کے لئے ایک درد محسوس کرتا ہے تو مندرجہ بالا نسخہ اس کیلئے بہت مفید ثابت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ جب خود اپنے بندوں کے قریب ہو کر یہ پکارے کہ کون ہے جو اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈلوانا چاہتا ہے۔ اُس وقت جو شخص اپنی روحانی و اخلاقی کمزوریوں اور بیماریوں کی وجہ سے دردمند ہو کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طلبگار ہو گا وہ ضرور بالضرور بامراد ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں فرمایا ہے:۔

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝ (سورۃ المزمل)

کہ تہجد کی نماز نفس امارہ کو کچلنے کے لئے عمدہ ترین ذریعہ ہے اور گفتگو کو بھی بہترین طور پر درست کرتی ہے یعنی سچائی کی عادت پیدا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہت بعید ہے کہ وہ خود اپنے دامنِ مغفرت کو پھیلائے ہوئے طلبگارانِ مغفرت کو آواز دے اور جب اس کے بندے افتاں و خیزاں اس کے سامنے آکر سربسجود ہوں تو ان سے اعراض کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حصولِ مغفرت و تزکیہ نفس کے اس بہترین طریق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو نماز تہجد کی از حد تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ احبابِ جماعت کو تہجد کا التزام کرنا چاہیئے خواہ دو نفل ہی پڑھیں، کیونکہ اُس وقت دُعا میں ایک خاص سوز و گداز کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو بہت جلد اللہ تعالیٰ کے رحم کو کھینچ لیتی ہے۔

(۳)

تزکیہ نفس حاصل کرنے کا تیسرا ذریعہ **دُعاؤں میں شغف** ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا عَلَى الْاَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللّٰهَ
تَعَالٰى بِدَعْوَةٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهَا
اَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا
مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ
فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اِذًا نُكْثِرُ
فَقَالَ اللّٰهُ اَكْثَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رِوَايَةِ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان جب اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ یا تو اس دعا کو قبول کر لیتا ہے یا اسکے ذریعہ سے دعا مانگنے والے سے کوئی بُرائی یا مصیبت دُور کر دیتا ہے بشرطیکہ وہ دُعا کسی گناہ کی بات یا قطع رحمی پر مشتمل نہ ہو۔ اس پر ایک شخص نے کہا۔ اِس صورت میں تو ہم بہت زیادہ بھلائی جمع کر لیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر ہے (یعنی خواہ کتنی ہی بھلائی جمع کرلو

اَبِیْ سَعِیْدٍ وَزَادَ فِیْہِ اَوْ یَدَّخِرُ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَھَا۔
(ریاض الصالحین باب من مسائل الدّعا)

اور دعائیں قبول کروا لو۔ اس کی رحمت اور فضلوں کے خزانوں میں کبھی کمی نہیں آسکتی) اس روایت کو ترمذی نے بیان کیا ہے اور حاکم نے اس روایت کو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس میں یہ زیادتی کی ہو کہ اللہ تعالیٰ دُعا کے بدلے میں (اگر ظاہراطور پر قبول کرنا اللہ تعالیٰ کی حکمتوں یا اٹل تقدیروں سے ٹکرائے) اس شخص کیلئے ثواب اور اجر کا ذخیرہ کرلیتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان سچے عزم اور سچی نیت سے یہ دعا کرے کہ اے میرے رب میرے دل کو ہر قسم کے گند اور کمزوری سے پاک کردے تو وہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کا یہی مقصد مقرر فرمایا ہے۔ ایسی دعا کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے خود اپنے ارادے اور منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :-

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا

یعنی جس شخص نے تزکیۂ نفس کرلیا وہ اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ پس ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ مومن ہر وقت استقلال کے ساتھ دُعا میں مصروف رہے۔ اور اس یقین کے ساتھ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کے نتیجے میں ضرور اس کے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا فرمائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں فرماتے ہیں :-

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً۔ (بخاری کتاب الدعوات)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اُس کی طرف جُھکتا ہوں۔ ایک دن میں ستر بار سے بھی زیادہ دفعہ۔

اس حدیث سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنے اور طلب نصرت کرنے کی اس قدر ضرورت تھی تو عام مومنوں کے لئے یہ ضرورت کس قدر ہونی چاہیئے۔ یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار سے مراد اپنے عظیم ترین فرائض کی ادائیگی کے لئے اللہ تعالیٰ سے طلبِ نصرت ہے۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ مطہر شروع سے ہی پاک اور معصوم اور پاک تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تزکیۂ نفس حاصل کرنے کے لئے ہمیں ایک نہایت جامع دعا سکھلائی ہے اور وہ یہ ہے :-

اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِی تَقْوٰھَا وَ زَکِّھَا۔ اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَ مَوْلٰھَا۔
(ریاض الصالحین۔ باب فی الدعوات)

اے اللہ تو میرے نفس کو وہ (بلند ترین) مقامِ تقویٰ عطا فرمادے جو اس کے لئے (ممکن) ہے اور اسکو (ہر کمزوری اور عیب سے) پاک کر دے تو ہی وہ بہترین ہستی ہے جو (بہترین طریق سے) اسے پاک کر سکتی ہے کیونکہ تو ہی اس کا آقا اور دوست ہے۔

تقویٰ انسانی قلب کی اس حالت کو کہتے ہیں جس میں وہ کسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو برداشت کرنے پر راضی نہیں ہوتا اور اس کی رضا کے حصول میں ہر دم کوشاں رہتا ہے۔ یہ حالت اُسے ہر قسم کی معصیت اور گناہ سے بچا لیتی ہے۔ تقویٰ تبھی نصیب ہوتا ہے کہ انسان پہلے اپنے روحانی طور پر بیمار دل کو تندرست بنائے یعنی تزکیۂ نفس کرے۔ تزکیۂ نفس کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان اپنا محاسبہ کرتا رہے، اپنی کمزوریوں اور گناہوں کا اُسے بخوبی عرفان حاصل ہو۔ گویا وہ اپنی روحانی و اخلاقی بیماریوں سے روحانی دُکھ محسوس کرتے ہوئے بے چین رہے اور پھر اضطراری رنگ میں اللہ تعالیٰ کے حضور گرے کہ وہ اُسے اس تکلیف دہ حالت سے نجات عطا کرے۔

مندرجہ بالا دُعا اس مقصد کے حصول کے لئے ایک نہایت جامع دُعا ہے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھلائی ہے۔ ہم سب کو چاہیئے کہ اس کو یاد کرلیں اور اس کے معانی اور مطالب کو سمجھتے ہوئے اِن الفاظ کے ذریعہ سے آستانۂ الوہیت پر گریں تا بیمار دلوں پر آسمانی شفاء کا پانی نازل ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکی توفیق عطا فرمائے۔

(۴)

تزکیۂ نفس کا چوتھا ذریعہ **درُود شریف** کا وِرد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی اس کی تعلیم دی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اُس پر درُود اور بہترین رنگ میں سلام بھیجو۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس شخص نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار

رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔ (ریاض الصالحین، کتاب الصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

درود بھیجے گا۔ امام مسلمؒ نے اس روایت کو بیان کیا ہے۔

دنیا اور آخرت میں اپنی سب مخلوقات میں سے اللہ تعالےٰ کو سب سے بڑھ کر محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ باجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبّت کے جوش سے جب دعا کی جاتی ہے اور آپ پر درود بھیجا جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی محبت جوش میں آجاتی ہے اور درود بھیجنے والے پر اپنی رحمتوں اور فضلوں کی بارش کرتی ہے۔ جس طرح جب کوئی شخص اپنے دوست کے پیارے بچے سے اظہارِ محبت کرے تو یہ بات اس دوست کی محبت اور حسنِ سلوک کے جذبات کو بھڑکا دیتی ہے۔ اسی طرح درود اللہ تعالےٰ کے جذباتِ محبت کو جوش میں لے آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ایک روحانی مریض اس طریق سے اللہ تعالیٰ کے جذباتِ محبت کو جوش دلا کر اس کے رحم کو کھینچنے کی کوشش کرے گا اور اپنے روحانی امراض کی شفاء طلب کرے گا تو بہت جلد بامراد ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے الہاماً فرمایا ہے۔ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۔ اَلصَّلٰوۃُ ھُوَ الْمُرَبِّیْ (تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۱۰۵) یعنی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کیونکہ ہر قسم کی روحانی تربیت آپ پر درود بھیجنے کے ذریعہ سے ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ آپؑ نے تزکیہ نفس کے بلند ترین مقام یعنی مقامِ ماموریت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور عشق و محبت و امتنان کے جذبات سے معمور ہو کر درود بھیجنے کے ذریعہ ہی حاصل کیا۔ چنانچہ اپنی اسی محبتِ رسولؐ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند ÷ لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

(۵)

پھر روزے بھی تزکیۂ نفس کا نہایت اہم اور مؤثر ذریعہ ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَجْھَلْ وَاِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَہٗ اَوْ شَاتَمَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ مَرَّتَیْنِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزے (گناہوں سے بچنے کیلئے) سپر کا کام دیتے ہیں۔ پس روزہ دار نہ تو شہوانی باتیں کرے اور نہ جہالت کرے۔ اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی گلوچ کرے تو وہ دو بار یہ کہدے کہ (بھئی میں تمہیں جواب نہیں دے سکتا کیونکہ) میں روزہ دار ہوں۔ اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ

يَتْرُكُ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَشَهْوَتَهٗ مِنْ اَجْلِيْ۔ اَلصِّيَامُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا۔
(بخاری کتاب الصوم)

کی لگا ہوں میں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ دار) اپنا کھانا اور پینا اور شہوانی خواہشات میری خاطر چھوڑتا ہے اور میں خود جزا دوں گا اور ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہوگا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ) یعنی روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا تم مقامِ تقویٰ حاصل کر لو۔ روزے کی حالت میں انسان عزم کر کے کچھ عرصہ کے لئے اپنی جائز خواہشات کو بھی محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ یہ بات اُسے اِس بات پر بھی آمادہ کر دیتی ہے کہ اپنی ناجائز خواہشات کو بھی اسی عزم سے کام لے کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے دل سے نکال دے۔ اس طرح سے اُسے تزکیۂ نفس حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ایک دفعہ فرمایا کہ انسانی قلب کے بعض گند پنجوقتہ نمازیں ساتھ ساتھ صاف کرتی چلی جاتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بعض باریک بد اثرات دل پہ جمع ہوتے رہتے ہیں۔ ان جمع شدہ بد اثرات کو سال کے بعد روزے نکال دیتے ہیں۔

الغرض طبیبِ حقیقی نے ہمارے دلوں کے تزکیہ کے لئے یہ مختلف نسخہ جات ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ کاش ہم پوری مقدار اور احتیاط کے ساتھ اِن نسخہ جات کو استعمال کر کے تندرستی حاصل کریں۔

(۶)

روزوں کے بعد چھٹا اہم ذریعہ تزکیۂ نفس کا صحبتِ صالحین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کی اہمیت پر بھی بہت زور دیا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .... فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ۔ قَالَ۔ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔
(بخاری کتاب الدعوات)

یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ جس مجلس میں لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہوں اور دعا و استغفار میں مشغول ہوں ملائکہ آکر اس مجلس میں شامل ہونیوالوں کے نام لکھ لیتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں (تو اسپر) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ (اے فرشتو!) میں تمہیں اِس امر پہ گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میں نے اِن لوگوں کو بخش دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اسپر) ایک فرشتہ کہتا

ہے کہ فلاں شخص تو (درحقیقت ذکر و دُعا کی اس) مجلس میں شامل نہیں تھا۔ وہ تو کسی اَور ضرورت کی خاطر اس مقام پر آ گیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (ذکرِ الٰہی اور دُعا کرنے والے) ایسے ہم جلیس ہیں کہ ان کے پاس (نیت اور ارادہ کے بغیر) بیٹھنے والا بھی (میری رحمت اور فضل سے) محروم نہیں رہ سکتا۔ (اس لئے میرے فضل اور رحم کی بارش اُن پر بھی برسے گی۔)

اِس حدیث سے صحبتِ صالحین کی برکات ہمارے سامنے آ جاتی ہیں۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ یعنی اے مومنو! تقویٰ حاصل کرو اور اس مقصد کے حصول کے لئے صادقین کی صحبت اختیار کرو۔ صالحین، صادقین و کاملین کی صحبت کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فیضان کی گھڑیوں میں ادنیٰ درجہ کے لوگ بھی اُن کی معیت اور صحبت میں ہونے کی وجہ سے آسمانی فیضان کی بارش سے درجہ بدرجہ تر ہو جاتے ہیں اور ان کے دلوں کے زنگ دُھل جاتے ہیں۔

پھر کاملین کے قلبِ مطہر کا مقناطیسی اثر بھی دوسروں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اُن کو بھی بدیوں اور گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے

(۷)

تزکیۂ نفس کا ساتواں اہم ذریعہ یہ ہے کہ انسان نفسِ امّارہ کی بُری تحریکات سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا رہے اور اس سے کبھی غافل نہ ہو۔ حدیث شریف میں آتا ہے:۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَانِ
يَسْتَبَّانِ فَاَحَدُهُمَا احْمَرَّ
وَجْهُهٗ وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهٗ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا
ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ
وَهَلْ بِيْ جُنُوْنٌ۔

(بحوالہ بخاری کتاب بدء الخلق)

سلیمان بن صردؓ سے روایت ہے کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہُوا تھا کہ دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کرنے لگے۔ ان میں سے ایک کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور رگیں پھُول گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اُسے دُہرائے یعنی اسکے ذریعہ سے دعا کرے تو اس کا غصّہ جاتا رہے۔ اگر وہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے تو اس کا غصّہ جاتا رہیگا۔ لوگوں نے اُس شخص کو کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو شیطان (کے حملے) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ۔ اس پر وہ (بدنصیب) شخص کہنے لگا۔ کیا مجھے جنون ہے کہ ایسا کہوں۔

انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا اپنا نفس ہے جو روحانی و اخلاقی طور پر بیمار ہونے کی وجہ سے انسان کو ہلاکت کے گڑھوں میں لا گرا تا ہے۔ مگر چونکہ نفس انسانی وجود کا حصہ ہے اس لئے بسا اوقات انسان اس کی دشمنی کو محسوس نہیں کرتا اور بجائے نفس کی ان بد تحریکات کا مقابلہ کرنے یا اُسے بیمار سمجھ کر اس کا علاج کرنے کے وہ نفس کا غلام بن جاتا ہے۔ ہمارا بیرونی دشمن یعنی الشیطان الرجیم جو اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے ہمارے لئے بدی کے ایک خارجی محرک کے طور پر پیدا کیا ہے ہمارے نفس امارہ کے ذریعہ سے ہی ہماری تباہی کی سکیم بناتا ہے۔ اگر ہمیں شیطانی حملہ کا احساس بیرونی طرف سے ہو تو ہم فوراً بیرونی حملے سے چوکس ہو جائیں لیکن ہمارا یہ بیرونی دشمن ہمارے اندرونی دشمن کے ساتھ مل کر ہم پر اندر کی طرف سے ہی حملہ آور ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ہمیں یہ گُر بتایا ہے کہ تم شیطان کی اس سکیم کو سمجھ لو اور جب نفس امارہ میں کوئی غلط تحریک مثلاً بے جا غصہ، بےجا محبت وغیرہ پیدا ہو تو فوراً اس اندرونی حملے سے بیرونی دشمن کا احساس کر لیا کرو۔ کیونکہ یہ بیرونی دشمن ہم پر اندرونی طرف سے ہی حملہ کرتا ہے۔ اس طریق کار کا عرفان حاصل کرکے پھر تم اپنے آپکو روحانی میدان جنگ میں اس بیرونی دشمن کا مدمقابل سمجھو اور اس کے مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مگر چونکہ شیطان کے مقابل پر فتح پانا تائید الٰہی کے بغیر ممکن نہیں اسلئے ایسی جنگ میں فوراً اللہ تعالیٰ کو اپنی تائید و نصرت کے لئے بلایا کرو اور خدا تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو۔ اس تائید ایزدی کے نتیجہ میں شیطان مع اپنے لشکروں کے پسپا ہو جائے گا اور تمہارے نفس امارہ کے اندر سے نکل جانے پر مجبور ہو جائے گا۔ تاہم پھر حملہ کرے گا۔ ملائکہ کی امداد سے پھر تم اسے بھگا دو گے۔ آخر کار وہ ہمیشہ کے لئے تمہارے نفس کو الوداع کہہ دے گا اور تمہارا نفس ہمیشہ کے لئے شیطانی اثرات سے چھٹکارا حاصل کر لیگا۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان خود اپنے آپکو سزا دینے یا بُرا سمجھنے کے لئے جلدی تیار نہیں ہوتا بلکہ اپنی خامیوں کیلئے عذر ڈھونڈتا ہے۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھ لے کہ اس کا نفس امارہ بیرونی شیطان رجیم کا آلۂ کار ہے تب ہر نفسانی تحریک پر وہ بیرونی دشمن کے ساتھ جنگ کرنے پر فوراً تیار ہو جائے گا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرکے اپنے نفس سے شیطانی اثرات کو کافور کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک اور کلمہ بھی سکھلایا ہے اور اُسے جنت کے خزانوں یا عرش کے خزانوں کی کنجی قرار دیا ہے اور وہ کلمہ یہ ہے:۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

اس دعا کے ذریعہ سے بھی انسان اپنی بے چارگی اور کمزوری کا واسطہ دے کر خدائے عظیم کی پناہ طلب کرتا ہے جس سے شیطانی حملے کافور ہو جاتے ہیں اور دل میں پاکیزگی یعنی جنت والا امن و سکون پیدا ہو جاتا ہے۔

(۸)

تزکیۂ نفس کا آٹھواں اہم ذریعہ یہ ہے کہ انسان اکل حرام سے مجتنب رہے اور ہمیشہ **حلال اور طیب رزق** کھائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں اس کی بھی بہت تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث ہے :۔

عَنْ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ .... فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُہٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَاْكُلَ اِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ۔

(بخاری کتاب الاحکام)

جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انسانی جسم میں سے جو عضو سب سے پہلے گلے سڑے گا وہ اس کا پیٹ ہے پس جو شخص طاقت رکھے کہ صرف پاکیزہ اور طیب چیز ہی کھائے وہ ضرور ایسا کرے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

کہ اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اعمالِ صالحہ بجا لاؤ۔

اِس ارشادِ خداوندی سے ظاہر ہے کہ اعمالِ صالحہ اکلِ حلال و طیب سے وابستہ ہیں۔ غیر طیب، حرام یا ناجائز مال کھانے سے انسانی قلب میں گندے جذبات و ارادے ہی پیدا ہوں گے۔ مالِ حرام کھانے والا پاکیزگی کے سرچشمہ یعنی اللہ تعالیٰ سے دُور ہوتا چلا جاتا ہے۔ تزکیۂ نفس تو کجا اکلِ حرام اس کے نفس کو اور بھی گندہ کرتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی دعائیں بھی اس کے مُنہ پہ مارتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اَور حدیث میں فرماتے ہیں :۔

يَقُوْلُ الْعَبْدُ - يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُہٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ وَقَدْ غُذِّيَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لَہٗ۔

یعنی ایک بندہ اے میرے رب، اے میرے رب کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور حالت یہ ہوتی ہے کہ اس کا کھانا اور پینا حرام مال سے ہوتا ہے اور حرام مال سے ہی وہ پلا ہوتا ہے۔ بھلا ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہوسکتی ہے۔

پس تزکیۂ نفس کے لئے یہ نہایت ہی ضروری امر ہے کہ انسان ہر وقت نگاہ رکھے کہ کیا وہ مالِ حرام تو نہیں کھا رہا۔ ہر وقت محاسبہ کرتا رہے کہ آیا جو مال وہ کما رہا ہے اور اپنی ضرورتوں پہ خرچ کر رہا ہے کیا وہ جائز ذرائع سے اور تقویٰ اللہ کے ماتحت کمایا ہؤا مال ہے؟ کیا وہ خیانت، کام چوری، رشوت و دیگر ناجائز ذرائع سے کمایا ہؤا مال تو نہیں؟ مثلاً اگر کوئی ملازم ہے تو وہ یہ دیکھے کہ کیا میں اپنے فرائضِ منصبی کو کماحقہٗ ادا کر رہا ہوں اور کام چوری، غفلت شعاری، اور

خیانت سے تو کام نہیں لے رہا ؟ - تاجر یہ دیکھے کہ کیا وہ تجارت میں خیانت اور دھوکہ دہی سے تو کام نہیں لے رہا ؟ صنّاع اور کاریگر یہ دیکھے کہ کیا میری صنعت اس معیار کی ہے کہ میں لوگوں سے اس قدر قیمت وصول کروں - وعلیٰ ہذا القیاس -

رشوت لینے اور دینے والے کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں (دونوں کو ہی) دوزخی قرار دیا ہے - اسی طرح سے سُود لینے والے، دینے والے اور اس تحریر پر گواہی ڈالنے والے، ان سب پر لعنت کی ہے -

پس اکلِ حرام ایک ایسی خطرناک چیز ہے جو انسانی قلب کو مقامِ تزکیہ سے کوسوں دُور لا ڈالتی ہے اور اُسے گندگی سے پُر کر دیتی ہے -

آخر میں اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے فضل سے تزکیہ نفس کے تمام طریقوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے قلوب کو مصفّٰی اور مطہّر کر کے اپنے لئے قبول فرمائے - اٰمین ثم اٰمین

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین ٭

کامیابیاں حاصل کرنے کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" ایک شخص جو خدا کو خوش رکھنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا اسے کامیابیاں بخشے وہ فریب کی زندگی چھوڑ دے - خدا سے صلح کرے - فرمایا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا فلاح پا گئے وہ جنہوں نے تزکیہ نفس کر لیا اور تباہ ہو گیا وہ جس نے اسے خراب کیا - فلاح دین و دنیا دونوں کو شامل ہے - جو شخص اپنے نفس کی ناپاکی کو چھوڑتا ہے وہ آخر کامیاب ہوتا ہے - بے شک کوئی فلسفہ میں طاق ہے، کوئی ہیئت میں کوئی سائنس میں شہرۂ آفاق ہے، پر قبول ہے، مگر تزکیہ نفس بڑی مشکل چیز ہے - علومِ ظاہری دماغی حواس کو تیز کرتے ہیں مگر ان کا قلب کے ساتھ کچھ علاقہ نہیں - جو علومِ ظاہری حاصل کرتے ہیں بجز سلیم الطبع کے آخری نتیجہ یہی ہوتا ہے ان میں کبر آجاتا ہے - ان کو سچا انکسار اور سچی نرمی نصیب نہیں ہوتی - کبر ایسی بُری بلا ہے کہ انسان اس کی وجہ سے ہر قسم کی ترقی سے رُک جاتا ہے "

(البلاغ المبین صفحہ ۶)

شوریٰ انصار اللہ ۱۹۶۲ء اور بعض نیک تحریکیں

سالانہ اجتماع انصار اللہ ۱۹۶۲ء کے موقعہ پر شوریٰ انصار اللہ نے جو تجاویز پاس کی تھیں، وہ "انصار اللہ" کے نومبر کے شمارہ میں شائع ہو چکی ہیں ان تجاویز کے علاوہ مندرجہ ذیل اُمور کے لئے شوریٰ میں تحریک کی گئی:۔

۱۔ انصار اللہ میں رُوح قائم کی جائے کہ وہ اپنی زندگی کے کسی حصہ میں بھی اپنے آپ کو بیکار اور معطل نہ سمجھیں انہیں طبابت یا ہومیوپیتھی وغیرہ سیکھنی چاہیئے تاکہ ریٹائر ہوکر بھی وہ اپنے اوقات مصروف رکھ سکیں۔

۲۔ جماعت میں رشتہ ناطہ کی مشکلات حل کرنے کے لئے مجالس انصار اللہ خاص اہتمام کریں۔

۳۔ ہر رُکن مجلس انصار اللہ کا فرض ہوگا کہ وہ اپنے خاندان کی تربیت کی طرف خاص توجہ دے۔

۴۔ انصار اللہ باہمی ربط پیدا کرنے اور تعلقاتِ اخوت بڑھانے کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔

۵۔ اقتصادی ترقی کے لئے جماعت میں باہمی تعاون کی بے حد ضرورت ہے۔ انصار اللہ کو یہ خدمت اپنے ذمہ لینی چاہیئے۔

۶۔ مجالس انصار اللہ کے تربیتی اجتماع بہت مفید ہیں یہ تربیتی اجتماع ہر ضلع میں ضرور منعقد کئے جائیں۔

۷۔ نماز تہجد کو انصار اللہ کا ہر رُکن حتی الوسع ضرور ادا کرے کیونکہ یہ اصلاحِ نفس کا زبردست ذریعہ ہے

۸۔ گذشتہ کئی سال سے انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر تحریک جدید کے سالِ نو کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس لئے اسے کامیاب بنانے کی ذمہ داری بہت حد تک انصار اللہ پر عائد ہوتی ہے لہٰذا آئندہ سال ہر رُکن انصار اللہ دفتر دوم کے لئے مجاہد بنانے کی پُوری کوشش کرے۔

۹۔ انصار اللہ عیسائیت کے متعلق ضروری مسائل سے واقفیت حاصل کریں اور پھر "کاسرِ صلیب" ہونے کا عملی نمونہ دکھائیں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

حضرت مسیح موعودؑ کے دو ممتاز صحابہؓ

(مکرم شیخ عبدالقادر صاحب فاضل مربی سلسلہ لاہور)

(۲)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی سیرۃ پر روشنی ڈالنے کے بعد اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور ممتاز صحابی حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرۃ کے بعض واقعات عرض کرتا ہوں۔ یہ واقعات اِس امر کے آئینہ دار ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاقِ فاضلہ، اوصافِ حمیدہ اور سیرۃ و کردار کے اعتبار سے آپ کو ایک خاص مقام عطا فرمایا تھا۔ آپ کی مختصر الفاظ میں تعریف یہ ہے کہ آپ انسان کی شکل میں زمین پر چلتا پھرتا ایک فرشتہ تھے۔

حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کی سیرت کے چند واقعات

۱۔ حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز باجماعت کے اِس قدر پابند تھے کہ قادیان میں ریتی چھلے کے اُس پار جہاں آپ کا گھر تھا وہاں سے پانچوں وقت چل کر مسجد مبارک میں آکر نماز پڑھا کرتے تھے لیکن اگر کبھی کبھار آپ مسجد کے پہنچنے سے قبل مسجد مبارک میں نماز باجماعت ہو جاتی تو آپ احمدیہ چوک میں کھڑے ہو کر گزرنے والے احباب سے دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کوئی ایسے دوست تو نہیں جنہوں نے ابھی نماز باجماعت نہ پڑھی ہو۔ اگر کوئی دوست مل جاتے اور اکثر اوقات کوئی نہ کوئی صاحب مل جایا کرتے تھے تو انہیں ساتھ لیکر مسجد فضل میں یا کسی اَور مسجد میں تشریف لے جاتے۔ اگر وہاں بھی نماز ہو چکی ہوتی تو پھر ان دوست کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کرتے۔ اور عموماً آپ کا طریق یہ تھا کہ سوائے حضرت اقدس کے حکم کے کبھی نماز نہیں پڑھاتے تھے۔ بعض اوقات اگر کوئی زیادہ عمر کا دوست ساتھ نہ ہوتا تو نوجوان بچوں کو یہ کہہ کر نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرماتے کہ تم ابھی بچے ہو تمہاری زندگی بہت حد تک گناہوں سے پاک ہوگی اس لئے تم نماز پڑھاؤ۔

۲۔ دوسری بات جس میں حضرت مولانا صاحب کو خصوصیت حاصل تھی وہ تھی السلام علیکم کہنے میں ابتداء کرنا۔ دُور سے کسی بڑے یا چھوٹے آدمی کو آتے ہوئے دیکھ کر آپ ہمیشہ پہلے السلام علیکم کہا کرتے تھے۔ کئی دوستوں نے بتلایا کہ ہم نے کئی مرتبہ یہ ارادہ کیا کہ حضرت مولوی صاحب تشریف لا رہے ہیں اِس مرتبہ السلام علیکم کہنے میں ہم ابتداء کرینگے لیکن حضرت مولوی صاحب اِس معاملہ میں ہمیشہ ہی سبقت لے جایا کرتے تھے۔

۳ - کسر نفسی، حلم، بردباری، تواضع اور عزتِ نفس میں آپ کو اس حد تک کمال حاصل تھا کہ مجھے تو ابھی تک اس قسم کی کوئی مثال نہیں مل سکی - ایک مرتبہ جبکہ خاکسار مدرسہ احمدیہ کا ایک طالب علم تھا، سخت گرمی کے ایام تھے، حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ڈلہوزی تشریف فرما تھے اور حضرت مولوی صاحب کو قادیان کا مقامی امیر مقرر فرما گئے تھے - اس خاکسار کے ساتھ آپ کو کوئی کام تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد آپ نے احباب سے دریافت فرمایا کہ کیا عبد القادر نو مسلم نمازیں موجود ہے؟ دوستوں نے نفی میں جواب دیا۔ دراصل وہ امتحان کے دن تھے اور مدرسہ احمدیہ کے طالب علم مسجد اقصیٰ میں وقت مقررہ پر جا کر نماز با جماعت ادا کر لیا کرتے تھے - مَیں نے بھی اس روز مسجد اقصیٰ میں ہی نماز پڑھی تھی - فرمایا مجھے اُن سے کچھ کام ہے - کئی دوستوں نے کہا کہ حضرت ہم جا کر ابھی اُسے بُلا لاتے ہیں - فرمایا مجھے ان سے کام ہے انہیں کام نہیں - اسلئے مَیں خود جاؤں گا - چنانچہ دو تین دوست ساتھ ہو لئے - ان ایام میں خاکسار ڈھاب کے کنارے پر حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل حالی امیر جماعت احمدیہ قادیان کے نئے مکان میں بعض اور دوستوں کے ہمراہ رہا کرتا تھا - آپ وہاں تشریف لائے، دروازے کو دستک دی۔ خاکسار باہر نکلا۔ حضرت مولانا صاحب کو دیکھ کر حیران رہ گیا - عرض کی حضرت! آپ یہاں کیسے؟ فرمایا مجھے ایک کام تھا جس کے لئے حاضر ہوا ہوں - مجھے الگ لے جا کر آپ نے کوئی بات دریافت فرمائی جس کے متعلق اب مَیں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا تھی۔

۴ - مَیں نے کئی بزرگوں سے سُنا ہے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں آپ رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی کے ایڈیٹر تھے - ایک مرتبہ دو انگریز قادیان آئے - اُن کا یہ خیال تھا کہ ریویو انگریزی کا ایڈیٹر یقیناً کوئی انگریز ہے جو قادیان میں رہ کر ایڈیٹری کے فرائض سر انجام دے رہا ہے - اتفاق سے اُن کا گزر حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوٹھی کے شمالی طرف سے ہوا - وہاں حضرت مولانا شیر علی صاحب ہاتھ میں لٹھ لئے اپنی بھینس چرا رہے تھے - انہوں نے حضرت مولانا سے ہی دریافت کیا کہ ہم ریویو کے ایڈیٹر سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں کیا آپ اس بارہ میں ہماری رہنمائی کر سکتے ہیں؟ فرمایا۔ چلئے مَیں آپ کو ان کے مکان پر لے چلتا ہوں - چنانچہ آپ انہیں ہمراہ لائے - اپنی بیٹھک میں بٹھایا اور فرمایا کہ آپ تشریف رکھیں - مَیں اُن کو بُلا لاتا ہوں - مطلب یہ تھا کہ ان کے لئے چائے وغیرہ کا انتظام کر لیں - لیکن انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں ان کے مکان پر ہی لے چلیں - ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ ہم یہاں ٹھہر سکیں۔ فرمایا "تو پھر ریویو کا ایڈیٹر تو مَیں ہی ہوں"!

وہ دونوں انگریز یہ سُن کر ہکا بکا رہ گئے اور کہا کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ اس رسالہ کا ایڈیٹر کوئی انگریز ہوگا لیکن آپ نے تو ہمیں حیران ہی کر دیا ہے۔

۵ - مسجد احمدیہ لاہور میں بابا قادر بخش صاحب نام ایک درویش رہا کرتے تھے - انہوں نے کئی مرتبہ یہ واقعہ سُنایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا شیر علی صاحب لاہور تشریف لائے - بستر کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور لنڈے بازار سے گزر کر مسجد کی طرف تشریف لا رہے تھے - مَیں نے جو آپ کو دیکھا تو فوراً آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور عرض کی کہ حضرت! بستر مجھے

دے دیجئے۔ میں لے چلتا ہوں۔ فرمایا رات اس بستر پر میں نے آرام کرنا ہے آپ نے نہیں کرنا اس لئے میں خود ہی اٹھا کر لے چلوں گا۔

میں اپنے بزرگوں کے صرف واقعات عرض کر رہا ہوں۔ نتائج آپ خود اخذ کریں اور دیکھیں کہ ہم جو ان کے تابعین کہلاتے ہیں کیا ہمارے اندر وہ صفات پائے جاتے ہیں جو ان میں پائے جاتے تھے؟ اگر نہیں تو ہمیں فکر کرنی چاہیئے۔

۶۔ محترم جناب ڈاکٹر عبید اللہ خان صاحب بٹالوی نے بیان فرمایا کہ جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شہزادہ ویلز کو تبلیغ اسلام کی غرض سے ایک رسالہ "تحفہ شہزادہ ویلز" لکھا تو اس کی طباعت کے لئے حضرت مولانا صاحب موصوف کو بمبئی روانہ فرمایا۔ مگر ساتھ ہی فرمایا کہ پہلے لاہور پہنچ کر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب (جو اُن دنوں جماعت لاہور کے امیر تھے) سے پیش لفظ لکھوا لیا جائے۔ حضرت مولانا صاحب لاہور سٹیشن سے اُتر کر سیدھے مسجد احمدیہ میں تشریف لائے اور چوہدری صاحب موصوف سے اپنا مدعا بیان فرمایا اور مجھے ارشاد فرمایا کہ آپ بیٹھ جائیں اور جس طرح مکرم چوہدری صاحب لکھوائیں لکھتے جائیں۔ دَورانِ گفتگو میں محترم چوہدری صاحب نے حضرت مولانا سے کہا کہ مولانا آپ تو سرکاری مہمان ہیں آپ کو میرے ہاں تشریف لانا چاہیئے تھا۔ حضرت مولانا نے محترم چوہدری صاحب کی یہ بات سُن کر نہایت ہی سادگی سے فرمایا کہ "میں تو مسجد ہی کو گورنمنٹ ہاؤس سمجھا تھا" حضرت مولوی صاحب کا یہ فقرہ سُن کر حاضرین خوب محظوظ ہوئے۔

۷۔ محترم میاں غلام محمد صاحب ٹیلو ماسٹر حال سرگودھا کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا شیر علی صاحب رضؓ نماز فجر سے فارغ ہو کر مسجد مبارک قادیان کی سیڑھیوں سے اُتر رہے تھے۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا۔ سیڑھیوں کے وسط میں ایک مسافر کھڑا تھا اُس نے حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت! میں ایک مسافر ہوں۔ میرے پاس تن ڈھانکنے کے لئے کپڑا نہیں میری امداد فرمائی جائے۔ آپ اُس وقت آلی کا ایک بالکل نیا کمبل اوڑھے ہوئے تھے اُتار کر اُسے دیدیا اور خود اسی حالت میں گھر تشریف لے گئے۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ آلِ محمّدٍ۔

۸۔ ایک آخری واقعہ بیان کرتا ہوں اور اس واقعہ کے راوی بھی میاں غلام محمد صاحب ٹیلر ماسٹر حال سرگودھا ہی ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ محترم شیخ عبد العزیز صاحب نومسلم سے میں قرآن کریم پڑھنے جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ محترم شیخ صاحب نے سُنایا کہ دفتر ریویو اُردو کے سامنے ایک کچے کوٹھے میں ایک حافظ نابینا رہتے تھے۔ میں عموماً ان کے پاس جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ انہوں نے بتایا کہ کچھ عرصہ ہوا میرے کانوں میں شاں شاں کی آوازیں آتی تھیں اور قوتِ شنوائی میں بھی کمی واقع ہو گئی تھی۔ میں حکیم قطب الدین صاحب کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے کانوں میں خشکی ہے دودھ پیا کرو۔ میں نے کہا روٹی تو مجھے لنگر خانہ سے مل جاتی ہے دودھ کہاں سے پیوں۔ حضرت مولانا شیر علی صاحب اُس وقت اتفاق سے مسجد مبارک میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ انہوں نے حکیم صاحب کے

ساتھ مجھے باتیں کرتے دیکھا تو حکیم صاحب کو الگ لے جا کر اُن سے پوچھا کہ حافظ صاحب کیا کہتے تھے؟ حکیم صاحب نے ساری بات بیان کر دی۔ حضرت مولوی صاحب اُس وقت تو خاموش رہے مگر اسی روز رات کے وقت میرے پاس ڈیڑھ سیر دودھ لے کر آئے اور ایک پیالے میں ڈال کر آگے کر کے فرمایا۔ حافظ صاحب! دودھ لے لیں۔ جب ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر گیا اور مولوی صاحب متواتر دودھ لاتے رہے۔ تو شیخ عبدالعزیز صاحب نے مجھے سُنایا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ دیکھوں یہ کون شخص ہے جو بغیر کسی ناغہ کے ڈیڑھ سیر دودھ روزانہ لا رہا ہے اور یہ بھی نہیں بتاتا کہ وہ کون ہے۔ چنانچہ اِس خیال کے مدِنظر مَیں ایک روز اس شخص کے آنے سے پہلے ہی حافظ صاحب کے دروازے کے پاس گھومنے لگا۔ سردیوں کے دن تھے۔ وہ شخص حسبِ معمول آیا اور اندر جا کر حافظ صاحب کو دودھ دیا۔ مَیں جب اسے دیکھنے کے لئے اندر داخل ہؤا تو وہ میرے پاؤں کی آہٹ سُن کر کمرہ کے اندر ایک کونے میں جا کھڑا ہؤا۔ اندھیرے کی وجہ سے مَیں اُسے پہچان نہ سکا۔ پاس جا کر پوچھا کہ بھائی تم کون ہو؟ اس وقت مجھے دھیمی سی آواز آئی۔ "شیر علی"۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ یہ سُنتے ہی میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور مَیں سخت شرمندہ ہؤا کہ جس کام کو حضرت مولوی صاحب پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے، مَیں نے اُسے ظاہر کر دیا۔ اِس واقعہ کے بعد دیر تک مجھے آپ کے سامنے جاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی تھی۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ آلِ محمّدٍ ◆

عَلَمِ اِنعامی

جیسا کہ انصار اللہ کے آٹھویں سالانہ اجتماع کے موقع پر اعلان کیا گیا تھا امسال جملہ مجالس انصار اللہ میں سے مجلس انصار اللہ ملتان شہر نے اوّل اور مجلس انصار اللہ گولیکی ضلع گجرات نے دوم پوزیشن حاصل کی ہے۔ اِس لحاظ سے مجلس انصار اللہ ملتان شہر عَلَمِ انعامی کی مستحق قرار پائی۔ چنانچہ اجتماع کے افتتاحی اجلاس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلّہ العالی نے اپنے دستِ مبارک سے اس مجلس کو عَلَمِ انعامی عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اِن ہر دو مجالس کو یہ خصوصی امتیاز مبارک کرے اور اسے مزید ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین ◆

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

امریکہ میں ایک زبردست روحانی خلاء پیدا ہو چکا ہے

مشہور امریکن پادری نارمن ونسنٹ پیل کا اعتراف

جماعتہائے احمدیہ امریکہ کی پندرھویں سالانہ کانفرنس اس سال ستمبر کے اوائل میں پٹسبرگ میں منعقد ہوئی تھی جس میں ایک درجن کے قریب بڑے بڑے امریکی شہروں کی جماعتہائے احمدیہ کے دوصد مندوبین نے شرکت کی۔ وہاں کے اخبارات میں اس کانفرنس کی روئداد جلی عنوانات کے ساتھ شائع ہوئی۔ چنانچہ وہاں کے ایک اخبار "دی پٹسبرگ پریس" نے اپنی ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں اس کانفرنس کی روئداد شائع کرتے ہوئے لکھا:-

"پٹسبرگ —— یہاں حال ہی میں امریکہ کے دوصد مسلمانوں کو یہ باور کرایا گیا کہ امریکہ اسلام کی آغوش میں آنے کے لئے تیار ہے۔ جماعتِ احمدیہ کی پندرھویں سالانہ کانفرنس میں جو انہی دنوں یہاں اختتام پذیر ہوئی ہے واشنگٹن کے مسٹر عبدالغفور صوفی نے اعلان کیا کہ آج اسلام کے حق میں امریکہ اُس بطخ کی مانند ہے جو انڈوں پر بیٹھی ہوئی ہو مسٹر صوفی جو ایک پاکستانی شہری ہیں اور جماعتِ احمدیہ امریکہ کے پریذیڈنٹ ہیں پٹسبرگ، واشنگٹن، نیویارک، بوسٹن، ڈیٹرائٹ، کلیولینڈ، فلاڈلفیا، شکاگو، ڈیٹن، اوہیو، بالٹی مور، ینگز ٹاؤن اور ٹورانٹو (کینیڈا) کی جماعتہائے احمدیہ کے دوصد مندوبین سے خطاب کر رہے تھے۔

مسٹر صوفی نے بتایا کہ جماعتِ احمدیہ امریکہ قریباً تین ہزار اراکین پر مشتمل ہے اور اس کی تعداد میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ قبولِ اسلام کے لئے امریکی قوم کی تیاری کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر صوفی نے کہا:

"کمزوروں کی نگہداشت اور عظیم سرمائے کے عملی اثرات کے خلاف تحفظات —— یہ وہ عوامل ہیں جو امریکہ کی زمین کو اسلام کا بیج بونے کے لحاظ سے ایک مثالی زمین بنانے کا باعث ہیں۔ مزید برآں ایک گال پر تھپڑ کھانے کے بعد دوسرا گال پیش کرنے کے قنوطی نظریہ کو تسلیم کرنے سے انکار نیز جنگ کی بیرونی دھمکیوں اور خطرات کا مقابلہ کرنے پر آمادگی کا اظہار امریکی قوم کے وہ مزید اوصاف ہیں جو اسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لائے ہوئے دین کے اور قریب کرنے والے ہیں۔

مسٹر صوفی نے اسلام کو اس طور پر پیش کیا کہ گویا امریکہ کے موجودہ مسائل اور

مشکلات کا حل اسلام کی تعلیم میں ہی مضمر ہے۔ آپنے یہ بھی بتایا کہ نسلی تفریق اور دیگر عالمی مسائل کا حل بھی اسلام ہی ہے کیونکہ اسلام مختلف رنگوں اور مختلف ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے انسانوں کو رنگ و نسل کی تفریق سے بالا انسانی اخوّت کے ایک مضبوط رشتہ میں پرونے کی پوری اہلیت رکھتا ہے "۔
(دی پٹسبرگ پریس ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء)

ہر چند کہ یہ دعویٰ کہ امریکہ اسلام کی آغوش میں آنے کے لئے تیار ہے بظاہر حالات بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے لیکن فی الاصل یہ ایک بہت بڑی صداقت پر مبنی ہے۔ امریکہ کو اسلام کے قریب لانیوالے اُن عوامل کے علاوہ جن پر مبلغ امریکہ مکرم جناب عبد الغفور صوفی صاحب نے اپنی تقریر میں روشنی ڈالی ہے بعض اور امور بھی ایسے ہیں جن سے اس دعویٰ کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے کہ فی الواقعہ امریکہ میں اسلام کے غالب آنے کے امکانات بہت روشن ہیں۔ اُن میں سے ایک خاص اور اہم امر یہ ہے کہ مغرب کا وہ عظیم کلیسیائی نظام جو انیسویں صدی عیسوی کے نصف اواخر میں سارے مشرق کو فتح کر کے اسے اپنے "خداوند یسوع مسیح" کے قدموں میں لا ڈالنے کے خواب دیکھ رہا تھا اور جس نے آئے دن عیسائیت کی نت نئی فتوحات کے تعلّی آمیز اعلانات سے آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا اب خود مغرب میں ناکام ہو کر اہلِ مغرب کو عیسائیت کیساتھ وابستہ رکھنے میں ناکام ہو چکا ہے اور خود اپنے گھر میں ہی اسے الٹے لینے کے دینے پڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ دیگر مغربی ممالک کی طرح امریکہ میں بھی عیسائیت کی ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے ایک امریکن پادری نارمن ونسنٹ پیل (Norman Vincent Peal) "ریڈرز ڈائی جسٹ (امریکن ایڈیشن) بابت ستمبر ۱۹۶۲ء میں لکھتے ہیں :-

" گذشتہ سال موسم بہار میں عوامی رجحانات کا جائزہ لینے کا ایک خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ اسکے نتیجہ میں پتہ یہ چلا کہ گرجاؤں میں حاضری دن بدن گر رہی ہے۔ نیز یہ بھی پتہ چلا کہ ایسے لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب (عیسائیت) کا اثر دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے انکی تعداد پہلے کی نسبت دُگنی سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ یہ صورت حال کس امر کی آئینہ دار ہے ؟ میرے نزدیک یہ آئینہ دار ہے اِس امر کی کہ جب گذشتہ جنگ عظیم کے بعد لوگوں میں مذہب کی طرف میلان بڑھ گیا اور اس کے زیر اثر انہوں نے بکثرت گرجاؤں میں حاضر ہونا شروع کیا تو انہیں وہاں وہ چیز نہیں ملی جس کے وہ متلاشی تھے۔ انہیں تلاش تھی شخصی نجات کی، انہیں تلاش تھی خدا کی معرفت اور اس کی محبّت کی۔ وہ اپنی زندگیوں میں خدا کی ہستی کا اثر اور اس اثر کی کارفرمائی مشاہدہ کرنے کے متمنّی تھے .....

ایک اور جدید رجحان یہ ہے کہ بائبل کو خدا کا مستند الہامی کلام تسلیم کرنے میں پس و پیش سے کام لیا جا رہا ہے۔ اسے اب محض ایک دینی کتاب کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور اس منہ بولتی تصدیق کو کوئی اہمیت

نہیں دی جاتی کہ "خداوند کا فرمان یہ ہے"۔ یقیناً خداوند کا فرمان اور اناجیل وہ بنیاد ہیں جن پر پروٹسٹنٹ ازم قائم ہے۔ جب یہ بنیاد ہی کمزور ہو جائے تو پھر پوری عمارت کا متزلزل ہونا لازمی ہے"۔

(ریڈرز ڈائجسٹ (امریکن ایڈیشن) بابت ستمبر ۶۲ء صـ ۵۲، ۵۳)

مسٹر نارمن ونسنٹ پیل نے مندرجہ بالا اقتباس میں عوامی رجحانات کے جس جائزہ کا ذکر کیا ہے اسی قسم کے ایک جائزہ کا کچھ حال امریکہ کے ایک اور مشہور ہفت روزہ اخبار "دی سیٹرڈے ایوننگ پوسٹ" کے ۳۰ دسمبر ۱۹۶۱ء کے شمارہ میں بھی چھپا تھا۔ اس کا ایک حصہ جو امریکی نوجوانوں کی عیسائیت سے بیزاری سے تعلق رکھتا ہے کچھ کم دلچسپ نہیں ہے۔ اس کا ضروری اقتباس ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ اخبار مذکور لکھتا ہے:-

"ہر چند کہ مجموعی لحاظ سے امریکی نوجوان خاصی حد تک مذہبی رجحان کے حامل ہیں تاہم وہ چرچ سے مطمئن نہیں ہیں اور اس پر بہت تنقید کرتے ہیں۔ بالخصوص لڑکیاں جو نسبتاً زیادہ مذہبی میلان رکھتی ہیں اس بارہ میں لڑکوں سے بھی زیادہ نکتہ چین واقع ہوئی ہیں .... جنوبی علاقوں میں مذہب کا اثر سب سے زیادہ نمایاں ہے اس کے باوجود وہاں کے نوجوان دوسرے کم مذہبی علاقوں کی نسبت چرچ سے اور بھی زیادہ شاکی ہیں۔ اکثر شکایات کی نوعیت یہ ہے کہ چرچ خود اپنے آپکو اور اپنے احکام کو واضح کرنے میں ناکام ثابت ہوا ہے نیز یہ کہ اپنے منتہائے مقصود کو بھی پوری قوت کے ساتھ پیش کرنے میں اس کی ناکامی اظہر من الشمس ہے۔ مزید برآں ان کا کہنا یہ ہے کہ چرچ لوگوں تک پہنچنے اور انہیں متاثر کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس کی طرف سے وعظ کے طور پر جو خطبات دئے جاتے ہیں وہ اکثر مبہم اور الجھے ہوئے ہوتے ہیں بہت سے نوجوان یہ الزام بھی عائد کرتے ہیں کہ چرچ دنیا کی بدلتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے میں اس کا ساتھ نہیں دے رہا .....

فلوریڈا کی ایک سترہ سالہ لڑکی روتھ کیوے نوف (Ruth Kavenoff) ان نوجوانوں میں سے ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ چرچ میں مادہ پرستانہ ذہنیت حد سے زیادہ سرایت کر چکی ہے۔ اس نے اس بارہ میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے یہاں تک کہا کہ چرچ بھی ایک کاروباری ادارہ بنتا جا رہا ہے۔ پیسے دو تو اس کے عوض تمہیں کچھ مل جائے گا ورنہ نہیں۔ یہ لوگوں کی رہنمائی کا فرض ادا نہیں کرتا بلکہ خود لوگوں کی ہاں میں ہاں ملا کر انہی اقدار کو جو انہیں مرغوب ہیں ان کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔

لازمی طور پر چرچ کے خلاف یہ تنقید اس بے چین خواہش کی ایک علامت ہے کہ خدا خود ہی دخل دیکر بہت جلد دنیا کے مسائل کو حل کر دے"۔ (سیٹرڈے ایوننگ پوسٹ بابت دسمبر ۱۹۶۲ء صـ ۷)

"ریڈرز ڈائجسٹ" اور "سیٹرڈے ایوننگ پوسٹ" کے مندرجہ بالا اقتباسات صاف اس امر پہ گواہ ہیں کہ آج دیگر

مغربی ممالک کی طرح امریکہ میں بھی ایک زبردست روحانی خلا پیدا ہو چکا ہے اور یہ ہؤا اس لئے ہے کہ وہاں عیسائیت لوگوں کی روحانی تشنگی دور کرنے میں یکسر ناکام ہو چکی ہے۔ لوگ گذشتہ جنگِ عظیم کے بعد خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے، اُس سے محبّت کرنے اور اُس کے ساتھ براہِ راست تعلق پیدا کرنے کے متمنّی تھے اسی لئے اُنہوں نے ایک دفعہ پھر گرجاؤں میں جوق در جوق جانا شروع کیا لیکن یہ چیز انہیں وہاں میسّر نہ آئی نتیجہ یہ ہؤا اور یہ ہونا بھی چاہیئے تھا کہ وہ سخت مایوس ہو کر عیسائیت سے متنفر ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے اناجیل کو انکی موجودہ شکل میں خدا کا الہامی کلام سمجھنا بھی ترک کر دیا اور کلیسا کو ہدفِ ملامت بنانا وہاں کے لوگوں کا معمول بن گیا۔

یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ عیسائیت کے ناکام ہو جانے سے امریکہ میں آج ایک زبردست روحانی خلاء پیدا ہو چکا ہے اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ اس عظیم روحانی خلاء کو کونسا مذہب پُر کرتا ہے؟ سو خود نامور مغربی مفکّرین اس امر کا اعتراف کر چکے ہیں اور برابر کر رہے ہیں کہ یہ خلاء اسلام ہی پُر کر سکتا ہے۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا برطانیہ کے نامور فلسفی مؤرخ پروفیسر آرنلڈ ٹوئن بی نے ایک نہایت ٹھوس اور قابلِ قدر مضمون میں واضح کیا تھا کہ موجودہ دنیا کے حل طلب مسائل ایک چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ کہ اس چیلنج کا پورا جواب پہلے سے اسلام میں موجود ہے (حوالہ کیلئے دیکھیں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا مضمون مطبوعہ ماہنامہ "انصار اللہ" بابت مارچ ۱۹۶۲ء) مغربی مفکّرین کے اس اعتراف کی موجودگی میں اس میں شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ امریکہ کے موجودہ روحانی خلاء کو اسلام ہی پُر کر سکتا ہے اور یقیناً وہی اسے پُر کرے گا۔ ان حالات میں اگر احمدیہ مشن امریکہ کے مبلغ انچارج مکرم عبد الغفور صوفی صاحب نے جماعتہائے احمدیہ امریکہ کی پندرھویں سالانہ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ امریکہ کی سرزمین اسلام کی پھلنے پھولنے کے لئے بہت سازگار ہے تو اس میں قطعاً کوئی اچنبہ نہیں۔ یہ ایک ایسی صداقت ہے جو خود مغربی مفکّرین کے نزدیک مسلّم ہے۔ اگر یہ امر بعض ظاہر بین عوام کے نزدیک تاحال محالات میں ہی شمار ہوتا ہو تو اس سے اس صداقت کی اہمیّت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ آسمان پر بادل چھا جانے کی وجہ سے دھوپ نظر نہ آئے یا ہر طرف رات کی تاریکی چھا جائے تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ سورج سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔

بہرحال یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ دیگر مغربی ممالک کی طرح امریکہ میں بھی دن بدن ایسے حالات رونما ہو رہے ہیں کہ وہاں لوگ عیسائیت سے بیزار ہو کر دوسرے مذاہب کی طرف زیادہ سے زیادہ متوجہ ہوتے جا رہے ہیں اور ان مذاہب میں سے صرف اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اہلِ امریکہ کی روحانی پیاس کو بجھانے کی پوری اہلیت رکھتا ہے۔ امریکہ کا روحانی خلاء یقیناً جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ ہی جو وہاں اسلام کی تبلیغ کا فریضہ پوری تندہی سے ادا کر رہی ہے پُر ہو گا اور اس شان سے پُر ہو گا کہ جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے سے فرما گئے ہیں دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا یعنی اسلام اور ایک ہی پیشوا ہو گا یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک ہی کتاب ہو گی یعنی قرآن مجید کی اکمل و اتم اور بے مثال ولازوال شریعت۔

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

قلبی تاثرات

گذشتہ شمارہ میں انصاراللہ کے آٹھویں سالانہ اجتماع منعقدہ ۲۶ تا ۲۸ اکتوبر کے متعلق بعض احباب کے قلبی تاثرات شائع کئے گئے تھے۔ ذیل میں بعض اور احباب کے تاثرات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔ (ادارہ)

---

(۱) محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ سابق پنجاب :۔" انصاراللہ کا سالانہ اجتماع خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہا جس کے لئے مرکزی عہدیداران مبارکباد کے قابل ہیں۔۔۔۔ مختلف درس قرآن کریم اور احادیث اور کتب حضرت مسیح موعودؑ بہت عمدگی سے دئے گئے۔ تقاریر بھی ماشاءاللہ خوب ہوئیں۔ ایک اچھی روحانی فضا تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔"

(۲) محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع لائلپور :۔" اس سال انصاراللہ کا جلسہ بفضلِ خدا پہلے جلسوں سے بھی زیادہ کامیاب تھا۔ ایسی تقریریں ہوئیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ اور آپ کے صحابہ کی واہلیت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔ آخری اجلاس کی تقریریں خاص طور پر بڑی بلند پایہ اور سبق آموز تھیں۔ خصوصاً یہ تین تقریریں (۱) قرآنِ شریف کی رو سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ (۲) احادیث کی رو سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ (۳) الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رو سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ ــــ بہت ہی برجستہ تھیں اور یہ مضمون تھے بھی ایک دوسرے کے مؤید۔ انصاراللہ کا یہ جلسہ روحانیت آموز اور نہایت مفید اور بابرکت تھا۔"

(۳) مکرم قریشی عبدالرحمن صاحب ناظم اعلیٰ مجالس انصاراللہ سابق سندھ و بلوچستان :۔" خاکسار کا تاثر یہ ہے کہ انصاراللہ کا سالانہ اجتماع ایک روحانی تربیت گاہ ہے جہاں روحانی بیماروں کو شفا نصیب ہوتی ہے۔ اور سال بھر کے لئے روح کی تازگی کا سامان میسر آتا ہے۔ پروگرام مرتب کرنے والوں نے بڑی عمدگی اور فراست سے پروگرام مرتب کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔۔۔۔ خاکسار تو انصاراللہ کے اجتماع میں شمولیت سے محرومی کو بہت بڑی کوتاہی خیال کرتا ہے۔ خاکسار کے نزدیک اجتماع میں شامل ہونا ایک ایسی نیکی ہے جو اور نیکیوں کے لئے راہ کھول دیتی ہے۔ میرا تو دل چاہتا تھا کاش ایسے شب و روز دائمی ہو جائیں۔ جو کیف و سرور اس عاجز کی روح محسوس کرتی رہی ہے عاجز اسے الفاظ میں ادا کرنے سے قاصر ہے۔"

(۴) مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ :- " انصار اللہ کے آٹھویں سالانہ اجتماع میں شمولیت کو اپنے لئے سعادت اور زندگی کے بہترین لمحات یقین کرتا ہے۔ الحمد للہ کہ اجتماع اپنے مقاصد کے لحاظ سے بابرکت طور پر ختم ہوا۔ علمی اور اجتماعی فوائد و برکات تو بہرحال شامل ہونیوالوں کے حصہ میں آئے روحانیت اور تزکیۂ نفس کے نقطۂ نگاہ سے بھی مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ اجتماع جماعت کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس منشاء کی تکمیل کرتا ہے جس میں امت کی تربیت اور تعلیم کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ہر علاقہ و قوم کے لوگ چند دن مرکز میں آکر رہیں۔ اور پھر روحانیت و اخلاق کی عملی تربیت حاصل کرکے اور واپس اپنے علاقوں میں جاکر اسکے مطابق تعلیم و تلقین کا فریضہ ادا کریں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اجتماع اِس منشاء خداوندی کو احسن رنگ میں پورا کرنیوالا تھا۔ خاکسار نے اس پاک فضا اور بابرکت جلسہ سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی برکتوں سے نوازتا رہے۔"

(۵) مکرم ملک عمر علی احمد صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع ملتان :- " تربیتی نقطۂ نگاہ سے ہمارا سالانہ اجتماع سبق آموز ہے۔ تقاریر کا معیار اعلیٰ تھا۔ ذکر حبیب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خوشکن تھا۔ اِس مبارک اجتماع کی فضا میں روحانیت بسی ہوئی تھی۔ ہر سانس میں روح ایک نئی بالیدگی محسوس کرتی تھی۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ صدر محترم و دیگر کارکنان مجلس انصار اللہ مرکزیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی کاوشوں سے جملہ احباب کو یہ روح افزا موقع میسّر آیا۔"

(۶) مکرم محمود احمد خان صاحب قائمقام امیر جماعتِ احمدیہ راولپنڈی :- " انصار اللہ کا اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور پیغام قمر الانبیائ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے خطابات اجتماع کی جان تھے نماز تہجد اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روایات کا پروگرام روحوں کو بیدار کرنے کا موجب ثابت ہوا۔ ایسا پیارا اور دلکش پروگرام ہوتا ہے کہ اُٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔"

(۷) مکرم حاجی غلام احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتِ احمدیہ پاکپٹن :- " سالانہ اجتماع میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی نصیحت آمیز دلکش افتتاحیہ تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی سالانہ جلسوں میں افتتاحیہ تقاریر کا رنگ نمایاں تھا۔ یہ تقریر روحانیت سے لبریز موقع کے عین مطابق اور نہایت مناسب تھی۔ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کو صحت عطا فرمائے اور لمبی عمر عطا کرے۔ آمین۔

مختلف اجلاسوں میں مناسب حال مضامین کو مدّنظر رکھ کر خوش الحانی سے صحیح تلاوتِ قرآنِ مجید، نماز تہجد میں خشوع و خضوع کیساتھ نہایت پُرسوز دعائیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پُرمعارف نظموں کا خوش الحانی سے پڑھا جانا اجتماع کی روحانی فضا کو چار چاند لگانے کا موجب تھا۔ قرآن مجید، احادیث نبویؐ اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کے دلوں کو لبھانے والے درس اور نہایت اہم تربیتی تقاریر اس

بچّوں کا صفحہ

ہوا کا خوفناک طوفان

حدیثوں میں بہت پرانے زمانے کا ایک واقعہ آتا ہے۔ واقعہ بہت اچھا اور سبق آموز ہے۔ بچّوں کی دلچسپی اور فائدہ کے لئے ہم وہ واقعہ یہاں درج کرتے ہیں:۔

ہاں تو قصّہ یہ ہے کہ ایک دفعہ تین آدمی ایک پہاڑی علاقہ میں سفر کر رہے تھے اچانک ہوا کا زبردست طوفان آیا۔ درخت ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔ پاؤں اُکھڑے جاتے تھے اور کسی طرح نہ جمتے تھے۔ راستہ چلنا دُوبھر ہو گیا۔ قریب ہی ایک غار تھا وہ اُس میں جا گھسے اور سوچا کہ جب طوفان تھمے گا تو آگے چلیں گے وہ غار میں داخل ہوئے ہی تھے کہ ایک بہت بڑا پتھر ہوا کے زور سے لُڑھکتا ہُوا آیا اور آ کر غار کے منہ پہ ٹِک گیا۔ وہ تینوں اُس کے اندر بند ہو گئے۔ ایک مصیبت سے بچنا چاہتے تھے اُس سے بھی بڑی مصیبت سَر پر ٹوٹ پڑی پتھر کو ہلانے کی بہت کوشش کی مگر وہ بھلا ان سے کب ہلتا تھا۔

ہر طرح سے مایوس ہو کر اُنہوں نے خدا کے حضور دعا شروع کی اور فیصلہ یہ کیا کہ ہر شخص نے اپنی زندگی میں جو سب سے بڑی نیکی کی ہے اُس کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کرے۔ پہلے ایک شخص آگے آیا اور اُس نے اپنی ایک نیکی کا واسطہ دیکر خدا کی جناب میں عرض کیا کہ اے خدا اگر تو سمجھتا ہے کہ مَیں نے یہ نیک کام محض تیری خوشنودی کی خاطر کیا تھا تو تو ہمیں اِس مصیبت سے نجات دیدے۔ جب وہ دعا کر چکا تو زور سے آندھی چلی اور پتّھر غار کے مُنہ پر سے ذرا سا کھسک گیا۔ اِسکے بعد دوسرے شخص نے اپنی ایک نیکی کا واسطہ دیکر دعا کی چنانچہ پھر آندھی کا جھونکا آیا اور پتھر اپنی جگہ سے ذرا سا اور پرے کھسک گیا۔ اب تیسرے شخص کی باری تھی اُسنے بھی اِسی طرح اپنی ایک نیکی کا واسطہ دیکر خدا کے حضور میں دعا مانگی۔ وہ دعا مانگ ہی رہا تھا کہ بہت زور کی آندھی آئی اور پتھر لُڑھک کر دُور جا پڑا۔ وہ تینوں بہت خوش ہوئے سجدہ شکر بجا لائے۔ خوشی خوشی باہر نکلے اور حمد کے ترانے گاتے ہوئے اپنی منزلِ مقصود پر جا پہنچے۔

تم پُوچھو گے کہ تیسرے شخص کی وہ کونسی نیکی تھی کہ جس سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے انہیں موت کے منہ سے بچا لیا۔ وہ نیکی تھی ماں باپ کی خدمت۔ اُس شخص نے جنابِ الٰہی میں عرض کیا کہ ایک دفعہ مَیں بکریوں کے ریوڑ لے کر بہت دیر سے گھر واپس لوٹا۔ سارے گھر کا دودھ پر ہی گزارا تھا۔ میرے ماں باپ میرا انتظار کر کے بھوکے ہی سو گئے۔ جب مَیں گھر پہنچا تو میرے بیوی بچے

جاگ رہے تھے اور بھوک بھوک! کر رہے تھے۔ مَیں نے اُن سے کہا جب تک میرے ماں باپ دُودھ نہ پی لینگے مَیں کسی کو دودھ نہیں دوں گا۔ مجھ پر اُن کی خدمت مقدم ہے۔ مَیں نے دودھ کا پیالہ بھرا اور اُن کی چارپائیوں کے قریب کھڑا ہو گیا کہ وہ جاگیں تو سب سے پہلے انہیں دودھ پلاؤں۔ وہ بہت گہری نیند سو رہے تھے۔ رات بھر نہ جاگے۔ مَیں بھی پیالہ لئے کھڑا رہا۔ آخر صبح ہوئی تو وہ بیدار ہوئے اور مَیں نے انہیں دودھ پلایا۔ جب وہ سیر ہو کر پی چکے تو مَیں نے اپنے بیوی بچوں کو دودھ دیا۔ سو اے خدا! اگر تو سمجھتا ہے کہ مَیں نے محض تیری خوشنودی کی خاطر ایسا کیا تو تو ہمیں اِس مصیبت سے نجات بخش دے۔ جب اُس نے اپنی اِس نیکی کا واسطہ دیا تو خدا کی رحمت جوش میں آئی اور اُس نے اس کی دعا قبول کر کے ایسے سامان پیدا کر دئے کہ پتھر لُڑھک کر دُور جا پڑا اور غار کا منہ کھُل گیا۔

اِس سے معلوم ہوُا کہ ماں باپ کی خدمت ایک ایسی نیکی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کی دعائیں سُنتا ہے جو اپنے ماں باپ کے فرمانبردار اور خدمتگذار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب بچوں کو اپنے ماں باپ کا ادب کرنے، اُنکا کہنا ماننے اور دل و جان سے اُنکی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہمارا منصب اور ہمارا کام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ابنِ مریمؑ ہوں مگر اُترا نہیں مَیں چرخ سے ‏— نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار
مُلک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام — کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار
مجھ کو کیا ملکوں سے میرا مُلک ہے سب سے جُدا — مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں — آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
گر وہ ذلت سے ہو راضی اُس پہ سو عزت نثار

(دُرِّثمین)

ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ دسمبر ۱۹۶۲ء

انصار اللہ کے سابقہ امتحان کے نتائج

۳۰ ستمبر ۶۲ء کو قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام "لیکچر لاہور" کا امتحان لیا گیا تھا اس کا نتیجہ ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے اس امتحان میں مکرم چوہدری رحمت علی صاحب مسلم سرگودھا اول اور مکرم پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ناصر ربوہ دوم رہے اللہ تعالےٰ مبارک کرے آمین ۔

نتیجہ امتحان سہ ماہی سوم "لیکچر لاہور"

منعقدہ ۳۰ ستمبر ۶۲ء

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن	نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن
منٹگمری	۱	علی محمد صاحب اسلم	فرسٹ	کوئٹہ	۱۵	ملک غلام حسین صاحب	سیکنڈ
	۲	ایم عبد الکریم صاحب رازی	سیکنڈ		۱۶	محمد نصیب صاحب عارف	فرسٹ
	۳	میاں عزیز اللہ صاحب	؍		۱۷	غلام مصطفیٰ صاحب صادق	؍
خوشاب	۴	حافظ عبد الکریم صاحب	فرسٹ		۱۸	محمد عبد اللہ صاحب ڈار	سیکنڈ
	۵	عبد الرحیم خاں صاحب	؍		۱۹	محمد اسحاق صاحب عابد	؍
	۶	عبد الستار خاں صاحب	سیکنڈ		۲۰	حوالدار ملک محمد اقبال صاحب	؍
	۷	محمد داؤد صاحب اختر	؍		۲۱	خلیفہ عبد الرحمٰن صاحب	فرسٹ
سرگودھا	۸	چوہدری رحمت علی صاحب مسلم	(اوّل) فرسٹ		۲۲	صوبیدار نواب دین صاحب	؍
مسن باڈہ	۹	ملک نذیر احمد صاحب	سیکنڈ		۲۳	محمد احمد صاحب فاضل	؍
	۱۰	شیخ سردار احمد صاحب	؍		۲۴	برکت اللہ صاحب ملک	؍
	۱۱	عمر الدین صاحب احمدی	تھرڈ	اوکاڑہ	۲۵	حاکم علی صاحب	سیکنڈ
	۱۲	محکم دین صاحب جتوئی	سیکنڈ		۲۶	نور دین صاحب	؍
کوئٹہ	۱۳	صوبیدار محمد شریف احمد صاحب	فرسٹ		۲۷	سلیم اللہ خاں صاحب	؍
	۱۴	ملک عبد الرحمٰن صاحب	سیکنڈ	مکھو بھٹی	۲۸	محمد اکمل صاحب	فرسٹ

طابع و ناشر محمد ابراہیم ۔ مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت : دفتر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن
گولیکی	۲۹	پیرزادہ فیض عالم صاحب	فرسٹ
	۳۰	〃 محمد اکبر صاحب سقراط	〃
	۳۱	خوشی محمد صاحب ولد فضل دین صاحب	سیکنڈ
	۳۲	ماسٹر اللہ دتہ صاحب	فرسٹ
سمبڑیال	۳۳	احمد الدین صاحب احمدی	تھرڈ
	۳۴	ملک سراج دین صاحب	فرسٹ
	۳۵	محمد عبد الخالق صاحب	سیکنڈ
سکھر	۳۶	قریشی عبد الرحمٰن صاحب	فرسٹ
	۳۷	صوفی محمد رفیع صاحب	〃
ملتان شہر	۳۸	خان عبد الرحیم خان صاحب	سیکنڈ
	۳۹	غلام رسول صاحب	فرسٹ
	۴۰	رانا فیض بخش صاحب نون	〃
دار البرکات	۴۱	ماسٹر امام علی صاحب انصاری	〃
	۴۲	ڈاکٹر شیر محمد عالی صاحب	〃
	۴۳	ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد	〃
	۴۴	چوہدری غلام حسین صاحب	〃
	۴۵	〃 غلام حیدر صاحب	〃
دار الیمن	۴۶	〃 غلام رسول صاحب	〃
	۴۷	سراج دین صاحب	سیکنڈ
	۴۸	سردار محمد صاحب کاتب	〃
	۴۹	چوہدری مظفر حسین صاحب	فرسٹ
دار النصر غربی	۵۰	ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب	سیکنڈ
دار الرحمت غربی غلہ منڈی	۵۱	زرتشت منیر احمد صاحب	〃

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن
دار الرحمت غربی غلہ منڈی	۵۲	جمعدار شرافت احمد صاحب	سیکنڈ
	۵۳	کیپٹن محمد سعید صاحب	فرسٹ
	۵۴	حکیم عبید اللہ صاحب رانجھا	سیکنڈ
	۵۵	حکیم عبد الرحمٰن شاہ صاحب	فرسٹ
	۵۶	ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحب	〃
دار الرحمت وسطی	۵۷	حاجی محمد فاضل صاحب	〃
	۵۸	میاں عطاء الرحمٰن صاحب	〃
دار الرحمت شرقی	۵۹	عبد المومن خان صاحب گھاگھی	〃
	۶۰	چوہدری شریف احمد صاحب متعلم کالج	〃
	۶۱	چوہدری فضل احمد صاحب	〃
دار النصر شرقی	۶۲	بابو محمد بخش صاحب	〃
دار الصدر غربی ب	۶۳	چوہدری محفوظ الرحمٰن صاحب	سیکنڈ
	۶۴	چوہدری اللہ بخش صاحب	فرسٹ
	۶۵	〃 غلام مرتضیٰ صاحب	〃
	۶۶	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب	〃
	۶۷	پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ناصر	(دوم) فرسٹ
دار الصدر شرقی	۶۸	ماسٹر حمید احمد صاحب سیالوی	〃
فیکٹری ایریا	۶۹	مستری محمد عبد اللہ صاحب	سیکنڈ
	۷۰	عبد المنان صاحب	فرسٹ
	۷۱	محمد علی خان صاحب	〃
	۷۲	عبد الغنی خان صاحب	〃
	۷۳	ٹھیکیدار احمد رمضان صاحب	〃
	۷۴	مرزا محمد یعقوب صاحب	〃
راولپنڈی	۷۵	نصر اللہ خان صاحب	سیکنڈ

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن
راولپنڈی	۷۶	قاضی محمد نذیر صاحب	فرسٹ
	۷۷	خورشید عالم صاحب	"
	۷۸	چوہدری فضل احمد صاحب	
	۷۹	چوہدری عبد اللہ خان صاحب	
	۸۰	محمد عبد القیوم صاحب	
	۸۱	عبد القادر صاحب بھٹی	
	۸۲	بشیر احمد صاحب بھٹی	
	۸۳	شیخ غلام علی صاحب	
منڈی بہاؤالدین	۸۴	سراج الدین صاحب	سیکنڈ
	۸۵	چوہدری نذیر احمد صاحب	"
	۸۶	عبد الرؤف صاحب	فرسٹ
	۸۷	بشارت احمد صاحب	سیکنڈ
پشاور	۸۸	مرزا نصیر احمد صاحب	"
	۸۹	چوہدری رکن الدین صاحب	فرسٹ
	۹۰	نذیر احمد صاحب ولد عبد المجید صاحب	"
	۹۱	سید مہربان شاہ صاحب	"
	۹۲	عطاء اللہ صاحب	"
	۹۳	عبد الکریم صاحب	"
پشاور	۹۴	خواجہ محمد شریف صاحب	فرسٹ
	۹۵	مرزا عبد المجید صاحب	"
	۹۶	محمد الطاف صاحب	"
	۹۷	نثار احمد صاحب فاروقی	"
سیالکوٹ	۹۸	بابو محمد اقبال صاحب	"
	۹۹	مولوی برکت علی صاحب	سیکنڈ
	۱۰۰	چوہدری اللہ دتہ صاحب	فرسٹ
	۱۰۱	محمد احمد صاحب قمر سنوری	"
بشیر آباد اسٹیٹ	۱۰۲	محمد ابراہیم صاحب خلیل	"
	۱۰۳	عطاء اللہ صاحب	"
	۱۰۴	رحیم بخش صاحب	"
	۱۰۵	پیر محمد صاحب اکاؤنٹنٹ	"
	۱۰۶	محمد صادق صاحب	سیکنڈ
	۱۰۷	مولوی محمد عبد اللہ صاحب زعیم	فرسٹ
	۱۰۸	منشی منیر احمد صاحب	"
جہلم شہر	۱۰۹	حکیم محمد عبد اللہ صاحب	"
	۱۱۰	سید زمان شاہ صاحب	"
	۱۱۱	حوالدار محمد ابراہیم صاحب	"

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ - ربوہ)

ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

کتبۂ ہدایت احمد ربوہ

میری ساتھ وھی ھی جو میری مرضی کیلئی اپنی مرضی کو چھوڑتا ھی

حضرت مسیح موعود علیه الصلوة والسلام فرماتے ھیں :-

'' یقیناً منتظر رھو که وه دن آتے ھیں بلکه نزدیک ھیں که دشمن روسیاه هو گا ۔ اور دوست نہایت ھی بشاش ھوں گے ۔ کون ہے دوست ؟ وهی جس نے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول کیا اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے که گویا اس نے هزارها نشان دیکھ لئے ھیں سو یہی میری جماعت ہے اور میرے ھیں جنھوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی اور مجھے غمگین دیکھا اور میرے غمخوار هوئے اور نا شناسا هو کر پھر آشناؤں کا سا ادب بجا لائے خدا تعالی کی ان پر رحمت هو ۔ اگر نشانوں کے دیکھنے کے بع[illegible]ئی کھلی صداقت کو مان لے گا تو مجھے کیا اور اس کو اجر کیا اور حضرت عزت میں اس کی عزت کیا ۔ مجھے در حقیقت انھوں نے ھی قبول کیا ہے جنھوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سنا اور اس میں غور کی تب اسی قدر قرائن سے خدا تعالی نے ان کے سینوں کو کھول دیا اور میرے ساتھ ھو گئے ۔ میرے ساتھ وهی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کے لئے مجھے حکم بناتا ہے اور میری راہ پر چلتا ہے اور اطاعت میں فانی ہے اور انانیت کی جلد سے باھر آ گیا ہے ۔ مجھے آہ کھینچ کر یه کہنا پڑتا ہے که کھلے نشانوں کے طالب ، وه تحسین کے لائق خطاب اور عزت کے لائق مرتبے میرے خداوند کی جناب میں نہیں پاسکتے، جو ان راستبازوں کو ملیں گے جنھوں نے چھپے ھوئے بھید کو پہچان لیا اور جو الله جلشانه کی چادر کے تحت میں ایک چھپا ھؤا بنده تھا اس کی خوشبو ان کو آ گئی ۔ انسان کا اس میں کیا کمال ہے که مثلا ایک شہزاده کو اپنی فوج اور جاه و جلال میں دیکھ کر پھر اس کو سلام کرے ۔ باکمال وه آدمی ہے جو گداؤں کے پیرائے میں اس کو پاوے اور شناخت کرلیوے ۔ مگر میرے اختیار میں نہیں که یه زیرکی کسی کو دوں ۔ ایک ھی ہے جو دیتا ہے ، وه جس کو عزیز رکھتا ہے ایمانی فراست اس کو عطا کرتا ہے ،،

(آئینهٔ کمالات اسلام صفحه ۳۴۹ ، ۳۵۰)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوه میں طبع ھؤا